رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۰۸)

رجسٹرڈ انگلیشیہ نمبر (۱)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی .... ے

سہ ماہی .... عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴)

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی .... ے

سہ ماہی .... عہ

قیمت فی پرچہ (۲)

جلد ۳ | ۴ خورداد ۱۳۵۲ ف | ۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ | ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر ۵۲

سیول سروس اور عوام

"دکن کرانیکل" کا تبصرہ

ہز ایکسلنسی نواب صدر اعظم بہادر نے حیدرآباد سیول سروس کے ارکان کو یہ بیش بہا مشورہ دیا ہے کہ وہ غیر سرکاری طبقے اور عوام سے قریبی تعلق پیدا کریں اور اپنے آپ کو پبلک کے خدمت گزار تصور کریں کیونکہ یہی ایک چیز ہے جو انہیں ہر دلعزیز بنا سکتی ہے۔ ہندوستان کے سیول نظم ونسق میں غیر ہندوستانی عہدہ داروں کی طویل روایات رہی ہیں۔ حکمران طاقت کے نمائندوں کی حیثیت سے ہندوستانی سیول سروس کے ارکان جہاں کہیں اور جس کسی عہدے پر رہے اپنا ایک وقار قائم کر لیا عوام جن کی حیثیت محض رعایا ہونے کی تھی ان عہدہ داروں کو فوق البشر سمجھنے لگے۔ یہ فضا نصف صدی تک باقی رہی۔ جب ہندوستانیوں کی چھوٹی سی تعداد کو سیول سروس میں شریک کیا جانے لگا تو یہ ہندوستانی ایسے طبقے سے تعلق رکھتے تھے جو عوام سے دور اور علحدہ رہتا ہے۔ نتیجۃً برتری کا جذبہ پیدا ہوگیا اور یہ توقع کہ سیول سروس کے ہندوستانی ارکان عوام کی مختلف ضروریات کو ہمدردی کے ساتھ سمجھیں گے و ان کے حالات کو محسوس کریں گے اور ان سے قریبی ربط قائم کریں گے پوری نہ ہو سکی۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ سیول سروس کے برطانوی اور ہندوستانی ارکان میں چند استثنائی صورتیں بھی تھیں۔ انہوں نے معاملات کو بنیاد اور عوام میں ہر دلعزیزی حاصل کی لیکن انہیں اپنے طبقے کے دوسرے ارکان کی نظر میں معتوب ہونا پڑا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں میں سے بعض افراد ہندوستان کی خدمت کرنے کی خاطر اپنے عہدوں سے مستعفی ہوگئے۔ ہندوستان تک جہاں کہیں اس قسم کی سروس قائم کی گئی ہندوستانی سیول سروس کی ان ہی ناک خصوصیات کی تقلید کرنے کی زبردست ترغیب پیدا ہوئی۔ ہز ایکسلنسی نواب صاحب چھتاری جو اس طبقے سے تعلق نہیں رکھتے مگر جنہیں شمالی ہند میں آئی سی ایس سے قریبی ربط رہا ہے اور جو سیول سروس کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا مطالعہ فرما چکے ہیں حیدرآباد سیول سروس کے مفاد کے لئے مشورہ دینے کے مجاز ہیں۔ آپ کو عوام سے ایک خاص ہمدردی ہے۔

عوام اور عہدہ داروں میں ایک خلیج حائل ہے اور اسی لئے آپ کی خواہش ہے کہ سرکاری عہدہ داروں اور عوام میں قریبی ربط پیدا ہو۔ زمانہ بدل رہا ہے اور برطانوی ہند میں سیول سروس کے ارکان عوام کی سپرٹ اور ان کی تمناؤں کو زیادہ سے زیادہ محسوس کر رہے ہیں اور انہیں اس امر کا شعور ہو رہا ہے کہ ہندوستان پر بالآخر خود ہندوستانی حکومت کریں گے لہذا علحدگی پسندی یا امارت پرستی کی اب کوئی جگہ نہیں ہو سکتی جو ہندوستانی خود اپنی قوم کی خدمت گزاری کے لئے منتخب کئے جائیں وہ اپنے آپ کو اتنے بلند و برتر تصور نہیں کر سکتے جہاں تک عام انسانوں کی رسائی ممکن نہ ہو۔ ریاست حیدرآباد میں غیر سیول سروس عہدہ دار ایسے بھی گزرے ہیں جو ذہانت فرض شناسی اور وفاداری میں کسی طرح کمتر نہ تھے۔ انہیں دیہی باشندوں اور ان کی مشکلات سے حقیقی ہمدردی تھی وہ دیہاتوں کا دورہ کرتے عوام میں بیٹھتے اور اپنی تنخواہوں کا ایک حصہ عوام کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے صرف کرتے تھے۔ ان کا تعلق اس زمانہ سے تھا جبکہ حیدرآباد سیول سروس ابھی وجود میں نہ آئی تھی۔ ان کے نام قدردانوں کے قلوب میں منقوش ہیں۔ حیدرآباد سیول سروس کے اجتماع میں ہز ایکسلنسی نواب صدر اعظم بہادر جب تقریر فرما رہے تھے ہمیں یقین ہے کہ آپ کے ذہن میں ایسے ہی عہدہ داروں کی مثالیں تھیں جنہوں نے اعتماد حاصل کیا اور ریاست کے نظم و نسق کے وقار کو بڑھایا۔ یہ زمانہ ایسا نہیں کہ سرکاری عہدہ داروں کا کوئی ایک طبقہ اپنے آپ کو خاص احترام اور خاص مراعات کا مستحق تصور کرے۔ قومی کفایت شعاری کے احساس کے ساتھ قومی خدمت ہی نظم و نسق کی ترقی کا باعث ہو سکتی ہے۔ عوام کی ضروریات عہدہ داروں کی ضروریات کے مقابلہ میں زیادہ بڑی ہوئی اور زیادہ اہم ہیں۔ اگر ہندوستان میں سرکاری عہدہ داروں کی تنخواہوں کا معیار عام معاشی حالات کے مطابق رکھا جائے تو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔

مملکت ہفتہ وار
جلد ۴ | ۴ خورداد ۱۳۵۳ف | نمبر ۵۲

جماعت اتحاد و ترقی کی چند قرار دادیں

اسمبلی کے قیام کا مطالبہ

جماعت اتحاد و ترقی کی مجلس عاملہ نے جس کا ایک اجلاس ۲۰ خورداد کی بجسٹ کو مولوی میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر کی صدارت میں منعقد ہوا تھا ملک کی غذائی صورت حال کا جائزہ لینے اور حالات حاضرہ پر غور کرنے کے بعد چند اہم قرار دادیں منظور کیں جو ارباب حکومت اور پبلک کارکنوں کے غور و فکر کی متقاضی ہیں۔ ایک قرارداد میں غذائی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ

"حالیہ بے ہنگام بارش اور ژالہ باری کی وجہ سے فصل آبی و تابی کو جو نقصان پہنچا ہے اس کے مد نظر یہ ضروری ہے کہ برآمدات کو آئندہ بھی موقوف رکھا جائے تاکہ ملک کی غذائی صورت حال میں کوئی ابتری پیدا نہ ہو اور ان مقامات پر جہاں کثرت بارش سے فصلوں کو نقصان پہنچا ہے وہاں کاشتکاروں کے ساتھ لیوی کے حصول میں رعایت کی جائے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں چاول کی پیداوار ضروریات ملک کے مقابلہ میں اس قدر کم ہے کہ صوبہ جات متوسط و برار سے ۲۰ ہزار ٹن چاول کا جو نصاب حیدرآباد کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ قطعاً ناکافی ہے اور پنجاب سے ۱۰ ہزار ٹن گیہوں کا جو نصاب ملا ہے وہ بھی کافی نہیں۔ پس محکمہ رسد کو چاہئے کہ چاول اور گیہوں کی مزید مقدار حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ان دو اجناس کی حد تک قبل جنگ کے سالانہ درآمدات کی مقدار ۹۰ ہزار ٹن ہوا کرتی تھی اس مقدار کے مقابلہ میں (۳۰) ہزار ٹن کی درآمد کی اجازت ہرگز تشفی بخش نہیں۔

بعض سرکاری معمور راشن بندی کی دوکانوں پر جو ادنیٰ چاول فروخت ہو رہا ہے اس میں کچرے کی مقدار بہت ہے ضرورت ہے کہ ان دوکانوں سے اچھا مال فروخت ہو۔ دیہات کے غریب طبقے کے لئے بھی اجناس خوردنی کی سربراہی کی فوری توجہ کی گئی ہے۔"

اس سے قبل مسائل اغذیہ پر ہم متعدد مرتبہ اپنے خیالات ظاہر کر چکے ہیں جن کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ البتہ محولہ بالا قرارداد کے بعض اجزاء کی طرف حکومت کو متوجہ کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ جماعت اتحاد و ترقی نے بہت بروقت ارباب مقتدر کی توجہ اس جانب مبذول کرانے کی کوشش کی ہے کہ حالیہ بے ہنگام بارش اور ژالہ باری سے فصلوں کو جو نقصان پہنچا ہے اس کے مد نظر اجناس خوردنی کی برآمدات کو آئندہ بھی موقوف رکھا جائے۔ محکمہ رسد نے پہلے ایک حالیہ بیان میں یہ واضح کیا تھا کہ فصل خریف چونکہ توقع کے مطابق نہیں رہی اس لئے حکومت سرکار عالی نے برآمدات کو ملتوی کر دیا ہے اور فصل ربیع کے ورود ہونے کے بعد اس امر کا جائزہ لیا جائے گا کہ مزید برآمدات ممکن ہیں یا نہیں۔ ہماری رائے میں حالیہ بے ہنگام بارش کی وجہ سے فصل ربیع بھی توقع کے مطابق نہیں ہو سکتی اس لئے آئندہ برآمدات کو نہ صرف ملتوی بلکہ موقوف کرنا پڑے گا تاکہ ملک کی غذائی صورت حال بگڑنے نہ پائے۔ برآمدات کا سوال صرف اس صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جبکہ ہماری غذائی ضروریات کی تکمیل کے بعد غلہ بچ رہے۔ مگر جیسا کہ قرارداد میں بتایا گیا ہے ہمیں چاول اور گیہوں کی مزید درآمد کی کوشش کرنی ہے۔ اس قرارداد میں عوام کی اس عام شکایت کی طرف بھی ارباب مقتدر کو متوجہ کیا گیا ہے کہ سرکاری راشن بندی کی دوکانوں سے جو غلہ مل رہا ہے وہ صاف نہیں ہے۔ یہ شکایت اس قدر عام ہے کہ اس کے ازالہ کی طرف متعلقہ عہدہ داروں کو فوراً توجہ کرنی چاہئے تاکہ صارفین کو اس ناقص غلہ سے تنگ آ کر چور بازار کی طرف رخ کرنے کی ترغیب نہ ہو۔

ایک دوسری قرارداد میں جماعت اتحاد و ترقی نے ملک کے سیاسی اداروں اور پبلک کارکنوں کو وقت کی ایک اہم ترین ضرورت کی جانب متوجہ کرتے ہوئے اپنے اس ایقان کا اظہار کیا ہے کہ:

"مجلس عاملہ حیدرآباد اور بیرون حیدرآباد کے حالات پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مملکت آصفیہ کے خاص حالات کے لحاظ سے فرقہ واری یا لسانی بنیاد پر سیاسی جماعت بندی مملکت آصفیہ کے دیرینہ روایات کے نہ صرف منافی ہے بلکہ ملک کے بہترین مفاد کے لئے خطرناک بھی ہے۔

مجلس عاملہ ایک مرتبہ پھر ملک کی دیگر سیاسی جماعتوں سے یہ خواہش کرتی ہے کہ وہ باہمی گفتگو اور سمجھوتہ سے سیاسی مسائل کو طے کرنے کی کوشش کریں۔ آندھرا مہاسبھا، مہاراشٹرا اور کرناٹک کانفرنسوں نے جو ایک مشترکہ کمیٹی قائم کی ہے اس سے اس رجحان کی تائید ہوتی ہے کہ حیدرآباد کو ایک مشترکہ سیاسی ادارے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں جو مساعی سابق میں وہ منتج ہوئی ہیں وہ امید افزا ہیں۔ مجلس عاملہ کو توقع ہے کہ تینوں کانفرنسوں کی مشترکہ کمیٹی ایک کل حیدرآباد ادارے کے قیام کی طرف قدم اٹھائے گی اور ملک کی دیگر اہم سیاسی جماعتیں جیسے اتحاد المسلمین، ہندو پسماندہ جاتیاں اور انجمن پست اقوام بلحاظ سیاسی مسائل کو سلجھانے روایات ملک کو برقرار رکھنے اور سیاسیات کو پائدار ترقی اور قابل عمل بنانے میں پورا اشتراک عمل کریں گے تاکہ اتحاد و ترقی کی حکومت میں حیدرآباد ہندوستان کے لئے ایک نمونہ ثابت ہو۔"

اس مسئلہ پر ہم نے اپنی ۱۲ خورداد کی اشاعت میں تفصیلی بحث کی ہے اور آندھرا مہاسبھا، مہاراشٹرا اور کرناٹک کانفرنسوں کی مشترکہ کمیٹی کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس کمیٹی کے منتظمین سے یہ خواہش کی تھی کہ ہندو مسلم مفاہمت کی پھر ایک بار کوشش کریں کیونکہ ایسی مفاہمت کے بغیر ایک کل حیدرآباد سیاسی ادارہ وجود میں نہیں آ سکتا اور اس مشترکہ کمیٹی کا یہ خواب کہ ایک عرصہ سے ایسے مشترکہ ادارہ کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو اہل حیدرآباد کے مشترکہ اور اجتماعی مسائل اور مقاصد میں اتحاد اور یکجہتی ان کے مسلک اور پروگرام میں یکجہتی قائم کرے کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ ہم نے اس امر کی بھی صراحت کر دی تھی کہ جب تک مجلس اتحاد المسلمین، ہندو پسماندہ جاتیاں اور انجمن پست اقوام کا اشتراک عمل حاصل نہ ہو آندھرا مہاسبھا، مہاراشٹرا اور کرناٹک کانفرنسوں کی مشترکہ کمیٹی کو ایک مشترکہ یا کل جامعی ادارہ تصور کرنا ایک بے معنی سی بات ہے۔ بہرحال ہمیں ان پبلک کارکنوں سے جو جماعتی مفادات پر ملک کے عظیم تر مفاد کو

ترمیم دیکھیگا تو تعجب ہے کہ ہماری اس اپیل پر سنجیدگی سے غور کریں گے۔

تیسری قرار داد میں جماعت اتحاد و ترقی نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ:۔

"ملکی دستوری اصلاحات سے متعلق برائے حضور پرنور بندگان مبارک شرف صدور یافتہ ہیں ان کو جلد تا جلد عمل میں لایا جائے۔ ملک اور بیرون ملک کے سیاسی حالات کا تقاضا ہے کہ مجلس مقننہ (اسمبلی) جلد سے جلد قائم کی جائے۔ مجلس عاملہ حکومت کو آگاہ کرنا چاہتی ہے کہ اسمبلی کے قیام میں تاخیر مملکت کے بہترین مفاد کے منافی ہے اور حکومت اور عوام کے موثر اشتراک عمل کے امکانات بھی معرض التوا میں پڑ جاتے ہیں۔"

اس میں شک نہیں کہ دستوری اصلاحات کا بہت سا حصہ نافذ العمل ہو چکا ہے اور اب تک بیشتر کا نفاذ نہیں ہوا۔ آئینی مشاورتی مجالس وغیرہ عمل آچکی ہیں نیز اصلاحات کے دوسرے اجزا سے متعلق قوانین بھی مدون ہو چکے ہیں۔ تاہم اصلاحات کا جزو اعظم یعنی مجلس مقننہ کا قیام ہنوز معرض التوا میں ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ ملک کے بدلتے ہوئے حالات کا موجودہ مجلس وضع قوانین ساتھ نہیں دے سکتی۔ آئے دن نئے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور ان کی نسبت قانون سازی کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اور وقت کا تقاضا ہے کہ قانون سازی میں عوام کا قریبی اور موثر اشتراک عمل حاصل کیا جائے اور ایسا اشتراک عمل حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ اسمبلی کا قیام ہے۔ اگر اسمبلی کے قیام میں اس وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے کہ ذیلی قواعد ہنوز مرتب نہیں ہوئے یا حالات جنگ اسمبلی کے انتخابات کی اجازت نہیں دیتے تو ہم حکومت کو یہ مشورہ دیں گے کہ فی الحال انتخابات کے بجائے مختلف مفادات کے نمائندوں کو نامزد کر کے اسمبلی قائم کر دی جائے جو باقاعدہ انتخابات تک کارگزار رہ سکتی ہے۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ قانون سازی میں ملک کے عوام کا تعاون حاصل ہو سکے گا اور مختلف مفادات کے نمائندوں کا اشتراک عمل بھی حاصل ہو جائے گا۔ ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ملک کے تعلیم یافتہ طبقے اسمبلی کے قیام کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں اور اس خیال کی تائید ان مقالات سے بھی ہوتی ہے جو مقامی جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ہم کو توقع ہے کہ حکومت وقت کی اس اہم ضرورت کی جانب عاجلانہ توجہ مبذول کرے گی۔

افراط زر

مسٹر پرشوتم داس ٹھاکرداس کا تبصرہ

مسٹر پرشوتم داس ٹھاکرداس اپنے ایک مکتوب میں جو گزشتہ ہفتہ ٹائمز آف انڈیا میں شائع ہوا ہے لکھتے ہیں کہ:۔

فینانس ممبر نے اسمبلی میں فینانس بل پر آخری تقریر کرتے ہوئے ان اہم ترین شرائط کا ذکر کیا جن کے تحت وہ افراط زر سے موثر طریقہ پر نبٹ سکتے ہیں الا یہ کہ موجودہ حکومت نے جو تدابیر اختیار کی ہیں وہ کافی ہوتیں بشرطیکہ وہ پورے مسئلہ پر حاوی ہوتیں۔

اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ (۱) اگر مرکزی حکومت کا اختیار ہر قانونی جداول نیز دیا ستوں پر محیط ہوتا (۲) اگر مرکزی حکومت کو انکم ٹیکس وصول کرنے کا اختیار زرعی اور غیر زرعی آمدنی پر حاوی ہوتا (۳) اگر محکمۂ انکم ٹیکس کا عملہ موجودہ عملہ سے تین گنا زیادہ ہوتا (۴) اگر گرانی نرخ اشیا کا اشتہار موجودہ اشاعت سے پچاس گنا زیادہ ہوتا تو صورت دوسری ہوتی۔ اگر ان چار شرائط کی تکمیل ہوتی تو ہندوستان کی صورت حال مختلف ہوتی۔ جہاں تک ان چار شرائط کی تکمیل نہ کر سکے انھوں نے افراط زر پیدا کرنے کی ذمہ داری قبول کی۔

مندرجہ بالا بیان واقعات کا ایک صاف صریح اعتراف ہے۔ اور جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے سوال یہ نہیں ہے کہ اب تک ذمہ دار کون تھا بلکہ سوال یہ ہے کہ آئندہ اس کی اصلاح کس طرح ہوگی۔ کیا فقرہ (۱) مندرجہ بالا کو ممکن العمل نہیں بنایا جا سکتا۔ دو سلطنت ہند نے اعلان کیا ہے کہ وہ اپنے تمام وسائل ہند کے سپرد کرنے تیار ہیں۔ کیا والیان ریاست اب یہ خواہش نہیں کر سکتے کہ وہ اس اعلان پر قائم رہیں۔ اسی طرح فقرہ (۳) کی نسبت کیا حکومت ہند کے محکمۂ فینانس کی یہ غلط پالیسی نہیں ہے کہ محکمۂ انکم ٹیکس کا انصرام تین گنا کم اشاعت سے کر رہا ہے۔ یقیناً محکمۂ فینانس اس کی اصلاح کر سکتا ہے۔ موجودہ حالات ادائی ٹیکس سے بچنے میں مدد دیتے ہیں اور ٹیکس کی وصولی میں تاخیر ہوتی ہے۔

فقرہ (۴) کی حد تک اگر گرانی نرخ اشیا کے لئے موجودہ اشاعت سے پچاس گنا زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے تو کیا حکومت ہند نے ایک ایسی چیز شروع نہیں کی ہے کہ کاروباری طریقہ سے کوئی مناسبت نہیں۔ اور کیا یہ حیرت کی بات ہے کہ گرانی نرخ اشیا کے نفاذ سے زیادہ اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ فینانس ممبر کی صاف گوئی ان لوگوں کے خیال کی توثیق کرتی ہے جو ابتدا ہی سے یہ کہتے ہیں کہ حکومت کے پاس گرانی نرخ اشیا کو نافذ کرنے کی مشنری نہیں ہے اور یہ بات اس طبقہ کو فائدہ پہنچا سکے جس کی خاطر گرانی قائم کی جا رہی ہے۔

فینانس ممبر کو ان کی صاف گوئی پر مبارکباد دیتے ہوئے ملک حکومت ہند سے یہ کہیں گے کہ وہ (باقی)

کو ان کی رفتار پر چھوڑ دینے میں یا تو کو جانب نہیں ہے بہت چند لوگوں کو حاصل ہو رہا ہے اور غریب بہت سے لوگوں کے راستہ میں حائل ہے۔

ہندوستان کے مابعد جنگ مسائل

جدید سڑکوں کی تعمیر کا پروگرام

ہندوستان کے صوبوں اور ریاستوں کے چیف انجینیروں کی ابھی حال میں ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ انھوں نے سڑکوں کی ایک اسکیم گورنمنٹ کو بھیجی ہے جس کے لئے چار ارب پچاس کروڑ روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ اس اسکیم کے بموجب ملک بھر میں بڑی بڑی سڑکیں تیار کی جائیں گی اور مختلف صوبوں اور ضلعوں اور دیہاتوں میں سڑکوں کا ایک جال سا بن جائے گا۔ ان سڑکوں کی مجموعی لمبائی چار لاکھ میل ہوگی۔ ان میں سے نصف سڑکوں میں ایسا مسالہ لگایا جائے گا کہ ہر موسم میں کام دے سکیں۔ تخمینہ کے مطابق سڑکوں پر تین ارب پچاس کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ اس کے علاوہ پچاس کروڑ روپیہ زمینوں کو حاصل کرنے کے لئے اور مزید پچاس کروڑ کی رقم پل وغیرہ بنانے کے لئے درکار ہوگی۔ اس کام کے لئے قرض لیا جائے گا۔

لڑائی سے پہلے یہ خیال تھا کہ سڑکوں پر قریب چھ کروڑ صرف ہوگا۔ یہ تخمینہ بھی حیرت میں ڈال دیتا تھا لیکن دوران جنگ میں کثیر مصارف برداشت کرنا اور دیو پیکر اسکیمیں بنانا ہمارے لئے معمولی بات ہوگئی ہے اور یہ اسکیمیں جانچ پڑتال کے بعد بھی قابل عمل ثابت ہوئی ہیں۔

ایک امریکی کہاوت ہے "آپ اچھی سڑکوں کی قیمت ادا کرنے پر مجبور ہیں خواہ وہ آپ کو میسر ہوں یا نہ ہوں لیکن اگر وہ میسر نہ ہوں تو آپ کو مزید صرف برداشت کرنا پڑتا ہے"۔ ہندوستان جیسے وسیع ملک میں جہاں مقامات ایک دوسرے سے بہت فاصلہ پر ہیں، سڑکوں کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ قوم کی فلاح و بہبود کا دارومدار بہت کچھ سڑکوں پر ہے۔ ظاہر ہے کہ ریلوں کی پہنچ ہر ایک گاؤں تک نہیں۔ ان کی رسائی صرف چند دیہاتوں تک ہے۔ جہاں ریل نہیں پہنچی ہے وہاں بیرونی دنیا سے ربط ضبط قائم رکھنے کے لئے سڑکوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ صنعتی اور زراعتی ترقی کا دارومدار اچھی سڑکوں پر ہے۔ اگر سڑک خراب ہے تو زمین کی پیداوار جلدی کاشت کرنے والوں سے منڈیوں میں نہیں پہنچائی جاسکتی۔ صنعتیں خام مواد حاصل نہیں کر سکتیں۔ جلدی خراب ہونے والی چیزوں کو بھی مجبوراً دیہاتوں میں روکنا پڑتا ہے۔ جس سے کاشتکار اور منافع سے محروم رہ جاتا ہے جو اسے شروع فصل میں حاصل ہوتا۔ [illegible] نے حال ہی میں تحریر کیا کہ ریل سے دس میل ایک گاؤں ہے جہاں پھل بہت ہوتے ہیں۔ یہاں کے لوگ بے حد غریب ہیں۔ اگر ان کے پھل بیچے جاسکتے تو اچھے دام ملتے لیکن سڑک کے نہ ہونے کے باعث پھل وہاں ہی پڑے پڑے خراب ہو جاتے ہیں۔ جانوروں اور گاڑیوں کو اس سڑک سے بہت زبردست خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ ناہموار سڑکیں کاشتکاروں کے خاص سرمایہ یعنی ان کے جوتائی میں کام آنے والے مویشیوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ آمد و رفت کے جدید ذرائع بالخصوص ریلوں کی قدر و قیمت خراب سڑکوں کی بدولت گر جاتی ہے کیونکہ زرعی پیداوار اس وقت منڈیوں تک پہنچائی جاسکتی ہے جبکہ وہ دیہاتوں سے چھوٹی چھوٹی سڑکوں کے ذریعہ ریلوں تک برابر پہنچائی جاتی ہے۔

ملک میں تعلیم و صحت کو پھیلانے کے لئے بھی آمد و رفت کے بہترین ذرائع کی ضرورت ہے۔ ان سے گاؤں والوں کو تحریک ہوگی۔ ان کے خیالات وسیع ہوں گے۔ وہ سفر کریں گے اور انھیں دنیا دیکھنے کا موقع ملے گا۔ ڈاکٹر، نرسیں، دوائیں، استاد، کتابیں اور اخبارات ان ذرائع سے ان کے آستانوں تک پہنچائے جاسکیں گے۔ تعلیم یافتہ شہریوں کی کوششوں کے باوجود عمدہ سڑکوں کے بغیر دیہاتوں میں جہالت اور بیماریوں کا دور دورہ رہے گا۔ زبردست ترقی اور روشن خیالی کا امکان اسی وقت ہے جبکہ سڑکیں اچھی ہوں۔

ہندوستان کی سڑکیں ملک کی موجودہ ضروریات کے لئے قطعاً ناکافی ہیں۔ ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک سڑکیں تین لاکھ چھتیس ہزار میل میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں سے صرف پچاسی ہزار میل سڑک پختہ ہے۔ بیشتر سڑکیں کچی ہیں۔ یہ محض پگڈنڈیاں ہیں۔ یہاں گرمیوں میں خاک اڑتی ہے اور بارشوں میں اس قدر کیچڑ ہو جاتی ہے کہ آنے جانے کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ تمام کی تمام پختہ سڑکیں ہر موسم میں استعمال نہیں کی جاسکتیں۔ [illegible] پلوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ گرانڈ ٹرنک روڈ جسے تاریخی اہمیت حاصل ہے درہ خیبر سے کلکتہ تک جاتی ہے۔ دریائے سون راستہ میں پڑتا ہے لیکن اس پر کوئی پل نہیں ہے۔ دوسری سڑکوں کا حال تو اور بھی گیا گزرا ہے۔ جب دریا طغیانی پر ہوں اور آمد و رفت کے براہ راست راستے مسدود ہوں تو ان سڑکوں پر اور بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

ہندوستان کی سڑکوں کو بہتر بنانے کے سلسلے میں سب سے بڑی رکاوٹ پیدا کی گئی ہے۔ سڑکوں کا تعلق صوبوں سے ہے۔ خاص سڑکوں کا انتظام پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ اور مقامی سڑکوں کا بندوبست مقامی جماعتیں مثلاً ڈسٹرکٹ کونسلز، میونسپلٹیوں اور دیہاتوں کے سپرد ہو جاتی ہیں۔ جماعتوں کی آمدنی میں سے سڑکوں کی مرمت کے لئے روپیہ دیتی ہیں اور جماعتیں صرف معمولی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت بلکہ سڑکوں کی از سر نو تعمیر بھی کرتی ہیں جس کے لئے بہت روپیہ درکار ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اخراجات مستقل ہیں اور انہیں جدید ٹیکس سے پورا کرنا چاہئے۔ قریب پچیس برس ہوئے جب محسوس کیا گیا کہ صوبجاتی حکومتیں جو رقم سڑکوں پر صرف کر سکتی ہیں وہ بہت ناکافی ہے۔ مرکزی حکومت نے پٹرول پر محصول لگایا اور ایک روڈ ڈیولپمنٹ فنڈ کھول دیا۔ اس فنڈ کی آمدنی صوبجاتی حکومتوں کو دی جاتی جس سے وہ نئی نئی تعمیر عمل میں لاتے۔ اس رقم کے علاوہ جو صوبجاتی حکومتیں اپنے وسائل سے سڑکوں پر خرچ کرتیں، اس فنڈ سے بھی مالی امداد دی جاتی لیکن ہندوستان سے ملک میں بہت سی عظیم الشان سڑکیں ہونی چاہئیں۔ اس کے لئے اس فنڈ کی آمدنی بھی حد درجہ ناکافی ثابت ہوئی۔

خوش قسمتی سے مالیات اور ترقی کی بابت ہمارے خیالات میں جنگ نے زبردست تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ دنیا بھر کے لوگ دریافت کرتے پھرتے ہیں کہ اگر جنگ جیسی تباہ کن چیز کے لئے بھاری رقمیں خرچ کی جاسکتی ہیں تو تعمیری کاموں کے لئے روپیہ کیوں فراہم نہیں کیا جاسکتا۔ اب تک حکومت سڑکوں پر چھ کروڑ سالانہ خرچ کرتی رہی۔ بلاشبہ ہم اس سے کہیں زیادہ خرچ کر سکتے ہیں۔ اس لڑائی کا دارومدار نقل و حرکت پر ہے۔ عمدہ سڑکوں کی اہمیت جس طرح آج لوگوں پر نقش ہوئی ہے اس سے پیشتر نہیں ہوئی تھی۔ نقل و حرکت تب ہی ممکن ہے جب سڑکیں اچھی حالت میں ہوں۔ جنگ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں جن کا تقاضا ہے کہ سڑکیں جلد جلد تیار کی جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سڑکوں کی تعمیر کے نئے نئے طریقے بھی ایجاد ہوئے ہیں جو امن کے دنوں میں مفید ثابت ہوں گے۔

اس بات کا پورا پورا امکان ہے کہ امن قائم ہوتے ہی سڑکوں کا ایک عظیم پروگرام ہاتھ میں لیا جائے۔ دراصل ہونا بھی یہی چاہئے۔ جنگ کے بعد کسی بھی پروگرام میں ان دو باتوں پر سب سے پہلے غور کیا جانا چاہئے۔ ایک تو یہی سڑکوں کا مسئلہ اور دوسرے یہ کہ سپاہی از سر نو شہری زندگی کیونکر اختیار کریں۔ یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ لڑائی ختم ہونے پر سپاہیوں کی معتد بہ تعداد (نصف سے زیادہ) اپنے اپنے گاؤں کو لوٹے گی۔ اگر کاشتکاری اور دیہاتی صنعتوں کے ذریعہ ان کے لئے روزی فراہم ہوتی ہے تو سڑکوں کا ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اپنی پیداوار منڈیوں تک لے جاسکیں۔ اچھی سڑکیں ایک اور مسئلہ کا حل پیش کریں گی۔ ان ہزارہا لوگوں کو کیا کیا جائے جنھوں نے فوج میں موٹر چلانی سیکھی اور اب اس فن کو پیشے کے طور پر اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ایسی سڑکوں میں جلدی جلدی اضافہ ہوتا رہے جن پر موٹریں چل سکیں تو موٹروں کے ذریعہ آمد و رفت کافی بڑھ جائے گی اور بہت ممکن ہے کہ یہ فوجی ڈرائیور ان کے ذریعہ روزی کما سکیں اور ڈرائیوروں کا ذریعہ معاش بن سکیں۔

سڑکوں کی مرمت سے [illegible] اشخاص کی روزی فراہم کی جاسکتی ہے۔ مقامی سڑکوں کی تعمیر کے لئے پلٹنوں اور پل بنانے والے فوجی دستوں میں ماہر کاریگر شامل کئے جاچکے ہیں۔ یہ کاریگر سڑکیں بنانے والی مختلف قسم کی جدید ترین مشینوں اور آلات سے لیس ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ جب وہ ملک کے نئے سڑکوں کی مرمت [illegible] کے ذریعہ فوجی کاریگر شہروں کے لئے سڑکوں کی تعمیر کا کام [illegible]

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۹)

جنگ اور حیدرآباد کا مالیہ

حکومت اور پبلک کارکنوں کے لئے لمحہ فکر

ایک متعلم مالیات کے قلم سے

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ موجودہ جنگ اپنے دور رس اثرات کے اعتبار سے ہمہ گیر واقع ہوئی ہے۔ نہ صرف حکومت ہند بلکہ ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر ریاست کی حکومت کا مالیہ جنگ کے اثرات قبول کرنے پر مجبور ہے۔ ہماری حکومت کی دوسری ششماہی شروع ہونے کو ہے اور وہ زمانہ قریب آ رہا ہے کہ حکومت سرکار عالی سنہ آئندہ کے موازنہ کی ترتیب میں مصروف ہو جائے۔ ہمیں اس وقت یہ دیکھنا ہے کہ حیدرآباد کی حکومت اور حیدرآباد کی پبلک کو غور و فکر کرنے والا طبقہ دیگر حکومتوں کے تجربوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس امر پر غور کرے کہ مالیات جنگ کے آزمودہ اصول کس حد تک حکومت سرکار عالی کے آئندہ موازنہ کی ترتیب پر منطبق کئے جا سکتے ہیں۔ اس ضمن میں اہل حیدرآباد کو دو امور پر بطور خاص غور کرنا چاہئے۔

امر اول یہ ہے کہ حالات جنگ کی وجہ سے جو جدید بار خاص سرکار عالی پر پڑ رہا ہے اس کی پابجائی کے لئے قرضہ جات حاصل کرنے کی ضرورت لاحق نہ ہو بلکہ ان جدید اخراجات کو حکومت کی آمدنی میں اضافہ کے ذریعہ سے ادا کیا جائے۔ جنگ کی وجہ سے جہاں حکومت کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے وہاں عوام کے مختلف طبقوں کی آمدنیوں میں بھی معتد بہ اضافہ ہوا ہے۔ یہی کوئی وجہ نہیں کہ حالات جنگ سے عوام کی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے اس سے وہ خود متمتع ہوں اور حکومت کے اخراجات میں جو اضافہ ہوا ہے وہ قرضہ جات کے ذریعہ ادا ہو۔

امر دوم یہ کہ افراط زر کی ہیجانی خرابیوں کو روکنا بھی حکومتوں ہی کا فرض ہے۔ وہ حکومت اپنے فرض منصبی سے غافل سمجھی جائے گی جو اپنے موازنہ کی ترتیب میں افراط زر روکنے کا مناسب انتظام نہ کرے۔

یہ دونوں امور ایسے ہیں جو حکومت اور عوام کے ارباب غور و فکر کی فوری توجہ کے مستحق ہیں۔ افراط زر سے متعلق یہ بات قدرتی معلوم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے اشیا کی قیمتوں میں اضافہ کا رجحان بڑھ جاتا ہے۔ چونکہ عوام کے مختلف طبقوں کی قوت خرید جنگ کی وجہ سے بڑھ گئی ہے۔ اور دوسری جانب خود اشیاء کی پیداوار میں اس تناسب سے اضافہ نہیں ہوا ہے اس لئے اشیاء کی محدود مقدار کو حاصل کرنے کے لئے خریداروں کے درمیان باہمی مسابقت بڑھ گئی ہے۔ پس اگر حکومت چاہتی ہے کہ اشیاء کی قیمتیں قابو میں رہیں تو اس کو چاہئے کہ وہ یا تو اشیاء کی مقدار یا تعداد میں اضافہ کرے یا خریداروں کی بڑھی ہوئی قوت خرید کو گھٹائے۔ چونکہ اول الذکر صورت آسانی ممکن العمل نہیں ہے اس لئے ہر حکومت اس امر پر مجبور ہے کہ ثانی الذکر صورت کو اختیار کرے۔

یہ بھی ہے کہ جنگ کی وجہ سے حکومتوں کی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے لیکن اخراجات میں جو اضافہ ہوا ہے وہ ہوتا جا رہا ہے وہ اضافہ شدہ آمدنی سے بہت زیادہ ہے۔ پس حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنی آمدنی و خرچ میں توازن قائم کرنے کے لئے ایسی صورتیں سوچ نکالے جن سے ایک جانب حکومت کو قرضہ جات حاصل کرنے کی ضرورت لاحق نہ ہو اور دوسری جانب عوام کی بڑھی ہوئی قوت خرید جو خود ان کے لئے مضر ثابت ہو رہی ہے مفید اغراض کے لئے استعمال کی جا سکے۔

بمبئی کے مشہور ماہر معاشیات پروفیسر ... نے اس ضمن میں جو تجاویز پیش کی ہیں وہ دلچسپ اور پروفیسر موصوف کی تجاویز ملاحظہ ہوں۔ (۱) مرکزی حکومت کو چاہئے کہ وہ انفرادی آمدنی کا انتہائی معیار مقرر کر دے اور جو آمدنی اس انتہائی معیار سے زائد ہو اس پر جدید ٹیکس عائد کرے۔ (۲) صوبائی حکومتوں کو چاہئے کہ وہ زرعی آمدنی پر ٹیکس عائد کرے۔ انفرادی ٹیکس محصول اسٹامپ اور رسائی میں اضافہ کرے اور عام تجارت پر بھی ایک جدید ٹیکس عائد کرے۔ اور یہ سب تجاویز اس طریقہ پر اختیار کی جائیں کہ ان جدید ٹیکسوں کا بار ان ہی لوگوں پر پڑے جو اس کے متحمل ہو سکتے ہیں۔

(۳) محصول نامہ ترقی ... کی شرح میں مزید اضافہ کیا جائے۔

(۴) تجارتی کمپنیوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنے منافعوں کا کچھ حصہ کمپنی کی آئندہ ضروریات کے لئے الگ رکھیں۔

(۵) مرکزی اور صوبائی حکومتوں اور ریاستوں کو چاہئے کہ وہ ہر اس شخص کو جس کی سالانہ آمدنی ... ہو اس امر پر مجبور کرے کہ وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ آئندہ ضروریات کے لئے محفوظ رکھے۔

(۶) پروفیسر ... کی تجاویز ...

ابھی معلوم کیجئے کہ ہندوستان کی مختلف حکومتوں نے ان تجاویز پر کس حد تک عمل کیا ہے۔

صوبہ جات بہار، مدراس، اڑیسہ اور آسام میں زرعی آمدنی پر ٹیکس عائد ہو چکا ہے اور صوبہ بنگال میں بھی عنقریب زرعی آمدنی پر ٹیکس عائد ہو جائے گا۔ سرکاری ... جو اس ... صوبہ متحدہ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ... سے ... نقد حاصل کیا جائے بلکہ ... جنس حاصل کیا جائے۔ چنانچہ چین میں اس وقت یہی طریقہ رائج ہے۔

شہری آبادی کے جس طبقہ ملازمین کے ... کی آمدنی معین ہوتی ہے دیگر طبقات کی آمدنی میں معتد بہ اضافہ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے گو چند ماہ قبل بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اس امر کی تحقیق کی گئی تھی کہ عوام اپنی بڑھی ہوئی آمدنی کس طرح صرف کر رہے ہیں۔ ان تحقیقات کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقریباً (۲۰) فیصد آمدنی لہو و لعب اور تعیشات میں صرف ہو رہی ہے۔ اس تحقیق سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ ان اشخاص کو ... فیصد جو جنگ سے قبل غریب اور مزدور پیشہ طبقہ میں شامل سمجھے جاتے تھے اب اوسط متوسط طبقوں کی سطح پر پہنچ چکے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ تحقیقات سے یہ بھی پتہ چلا کہ ان کی عادتیں بھی بگڑ چکی ہیں۔ ہندوستان کی معاشی مفکرین نے شہری آبادی کی اصلاح و بہبود کے لئے جو نسخہ تجویز کیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

(۱) ہر اس شخص کو مجبور کیا جائے کہ وہ آمدنی کا ... حصہ آئندہ کے لئے پس انداز کرے ... جن کی ماہانہ آمدنی ... اور ... ہو ...

[illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تبصرہ

ٹریڈ کونسل کا جو طریقِ کار طاقوری ہند میں اختیار کیا گیا ہے اس کے جواز کی کوئی دلیل حیدرآباد میں موجود نہیں۔ یہاں نہ کوئی تحریک ہے اور نہ کسی جماعت میں عدم تعاون کا جذبہ موجود ہے اور نہ وہ مخصوص حالات ہیں جن کے تحت حکومت ہند اس بات پر مجبور ہوئی کہ ایسے لوگوں کو عوام کا نمائندہ بنا کر بٹھائے جن کو عوام کی کوئی نمائندگی حاصل نہیں۔ حیدرآباد کو اس معاملہ میں مرکزی حکومت کے قدم بہ قدم چلنے کی ضرورت نہیں۔
(رفیق صحرا)

سوشلسٹ پرولی ایشن کے صدر ایک طویل صحافتی بیان میں تحریر کرتے ہیں کہ:-

"مسٹر وینکٹ رنگاریڈی صدر آندھرا کانفرنس کا ارشاد ہے کہ کمیونسٹ جماعت کا صاف طور پر یہ نقطۂ نظر معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرمایہ داروں اور زمینداروں کو نیست و نابود کرنا چاہتی ہے۔ آپ اپنے اس اہم بیان کی تائید میں کوئی مثال پیش کرسکتے تو بہت اچھا تھا۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ آپ کو کوئی ایسی مثال نہیں مل سکے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرمایہ داروں اور زمینداروں کو نیست و نابود کرنا تو درکنار کمیونسٹوں نے تو انہیں آندھرا کانفرنس سے نکال دینے کا بھی مطالبہ نہیں کیا۔"

گویا سرمایہ داروں اور زمینداروں کو محفوظ رکھنا کمیونسٹوں کے عقائد میں داخل ہے۔ انقلاب زندہ باد! سرمایہ داری پائندہ باد!

یوم اقبال کی تیاریاں۔ (ایک سرخی)
ایک طرف بزم اقبال کی جانب سے تیاریاں ہو رہی ہیں اور دوسری طرف دارالعلوم کی جانب سے۔ دیکھنا ہے کہ ان دونوں جماعتوں کی تیاریاں کیا رنگ لاتی ہیں۔

یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سوامی رامانند تیرتھ نے جو بحیثیت ایک سیاسی کارکن کے محتاج تعارف نہیں ہیں بلدہ حیدرآباد میں ایک کلاس سیاسی کارکنان ملک سرکار عالی کی تعلیم و تربیت کے لئے قائم کرکے کامیابی سے اس کو ختم کرادیا۔
(مشیر دکن)

ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ ان سیاسی کارکنوں کو بطور خاص یہ تعلیم دی گئی ہے کہ سیاسیات کو مسائل اغذیہ سے الگ رکھیں۔ دروغ بر گردن راوی۔

ایک معاصر نے ایک مراسلہ شائع کیا ہے جس میں یہ شکایت کی گئی ہے کہ

"مالدار طبقہ و عہدہ داران سرکاری ہیولی سی مل کا بقایا ابھی ادا نہیں کرتے چنانچہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدہ داروں کی طرف سے سولہ لاکھ روپیہ وصول طلب ہے۔"

ہمارے ایک دوست کا خیال ہے کہ مراسلہ نگار صاحب کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے سولہ لاکھ کی یہ رقم محصول کا بقایا نہیں بلکہ مجلس بلدیہ مرحوم کا متروکہ ہے جو مرحوم کے لاولد فوت ہونے کی وجہ سے خوش حال شہریوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔

ایک مراسلہ نگار نے دریافت کیا ہے کہ:-

"اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ قائد ملت نے ریاستی مسلم لیگ کے لئے حیدرآباد سے تین ارکان نامزد فرمائے ہیں۔ اگر مسلمانان حیدرآباد کے مسائل ریاستی مسلم لیگ حل کرسکتی ہے تو پھر مجلس اتحاد المسلمین کی کیا ضرورت ہے؟"

ہمارا جواب یہ ہے کہ اپنے قائد پر ایمان بالغیب ہر مسلمان کا فرض ہونا چاہئے۔

مولوی غلام احمد خاں صاحب ایک بیان میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"قانون انسداد گداگری مجلس وضع قوانین سے منظور کرایا گیا۔ ایک کمیٹی اس کام کو انجام دینے کے لئے قائم ہوئی۔ کثیر مقدار میں چندہ بھی فراہم ہوا اور بیت المعذورین میں گداگروں کی رہائش کا انتظام کیا گیا جہاں پولیس بعض کی تعداد میں گداگر داخل کئے لیکن کچھ اسباب ایسے ہوئے کہ یہ سوانگ ختم ہوکر رہ گیا۔"

ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس تماشہ میں بیت المعذورین کے منتظمین نے کیا پارٹ ادا کیا! خیر جو کچھ ہو ہم تو اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں کہ بیت المعذورین میں گداگروں کے بجائے منتظمین کی رہائش کا مستقل انتظام ہے۔

مسٹر ... ایڈیٹر ہندوستان ٹائمز نے اڈیسہ کی صحافت نویسوں کی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

"ہندوستانی صحافت کو ایک اور خطرہ بھی لاحق ہے کہ مالکان صنعت اخباروں پر قابو حاصل کرنے اور کئی اخبارات پر قبضہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ اپنی رائے کی تشہیر میں نشر و اشاعت کی جائے۔"

اب ہماری سمجھ میں آگیا کہ حیدرآباد کے بعض جرائد انکم ٹیکس کے مخالف کیوں ہیں اور محصول نفع اندوزی کے خلاف کیوں شور مچا رہے تھے۔

ملک کی بعض عمومی جماعتوں کا یہ رجحان اب پوشیدہ نہیں رہا کہ وہ برطانوی ہند کے حالات پر نظر جمائے ہوئے ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اگر وہاں کے لوگوں کو آزادی کا کوئی درجہ بھی حاصل ہوگیا تو حیدرآباد میں موجودہ اصلاحات سے زیادہ کچھ لیا جاسکے گا۔ لیکن یہ جماعتیں زندگی کی اس بہت بڑی حقیقت کو بھول رہی ہیں کہ ہر ملک اور قوم کو ویسی ہی حکومت ملتی ہے جس کے وہ قابل ہو۔ (پیام)

زندگی کی اس بہت بڑی حقیقت کا اعتراف ہمارے لیڈر اپنی خانگی گفتگو میں کرتا ہے اور یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ جب تک کے پبلک نمائندے بلدیہ کا نظم و نسق نہیں چلا سکتے وہ سلطنت کا نظم و نسق کیا چلا سکتے ہیں مگر مصلحتِ قیادت کا تقاضا یہ ہے کہ ان حقائق کو پوشیدہ رکھا جائے۔

جمعیت مسلم نوجوانان دکن کے انتخابات کی سرگرمیاں پھر سے شروع ہوگئی ہیں۔ (ایک خبر)
کیا قائد ملت نے متوازی اداروں کے قیام کی اجازت دیدی!

روسی رومانیہ میں داخل ہوگئے

مقاصد جنگ پر وزیر خارجہ کا اعلان

ماسکو ۲ اپریل۔ روسی وزیر خارجہ مسٹر مولوٹاف نے کل رات یہاں اعلان کیا کہ روسی سپاہ رومانیہ کی سرزمین میں داخل ہوگئی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ روسی دستوں نے دریائے پرتھ پار کرلیا ہے۔ اور واضح طور پر فوجی ضرورت کے تحت رومانیہ کے کئی علاقوں میں داخل ہوگئے ہیں۔ روسی رومانیہ کی کسی زمین پر اپنا قبضہ قائم کرنا یا وہاں کے موجودہ نظام کو تبدیل کرنا نہیں چاہتے۔ روسی رومانیہ کے اندر جرمنوں اور ان کے رفقا کا تعاقب کرتے ہوئے داخل ہوئے ہیں۔ روسی اعلیٰ کمان نے سپاہ کو حکم دیا ہے کہ وہ اس وقت تک پیچھا کرتی رہے جب تک کہ دشمن کو شکست نہ دے دی جائے اور وہ جنگ سے الگ نہ ہو جائے۔ رومانیہ کے ساتھ ۱۹۴۰ء میں جو معاہدہ ہوا تھا اور جسے رومانیہ نے ۱۹۴۱ء میں غدارانہ طور پر جرمنی سے مل کر توڑ دیا تھا اس معاہدہ کی رو سے روس کی جو سرحد طے پائی تھی اس کو بحال کرنے کے لئے سرخ سپاہ روسی سرزمین کو دشمن سے پاک کر رہی ہے اور رومانیہ کے ساتھ روس کی مشرقی سرحد عنقریب کامل طور پر بحال کر دی جائے گی۔

ابھی اس بات کا کوئی ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں چلا ہے کہ روسی کس جگہ پر رومانیہ میں داخل ہوئے ہیں اس سے پہلے اطلاع آئی تھی کہ روسی لمبرگ کے ریلوے جنکشن بالٹی کے مغرب اور جنوب مغرب میں پچاس میل کے محاذ پر پرتھ کے کنارے پہنچ گئے ہیں۔ بالٹی کے جنوب میں روسیوں نے اوڈیسہ سے رومانیہ کے ایک شہر کو جانے والی بڑی ریلوے لائن کاٹ دی تھی۔

اوڈیسہ کی سمت

اس اثنا میں اوڈیسہ کی سمت روسی پیشقدمی مسلسل ہوتی جا رہی ہے اور روسی اس بندرگاہ سے ۳۰ میل کے اندر تک پہنچ گئے ہیں۔ جنرل ملینوفسکی کے کزاق اور ٹینک دستے بحیرہ اسود کے ساحل پر جرمنوں کو پیچھے دھکیلتے جا رہے ہیں اور دوسرے روسی دستے شمال سے اس بندرگاہ کی سمت بڑھ رہے ہیں۔ اوڈیسہ سے دھوئیں کے بڑے بڑے بادل اٹھتے ہوئے نظر آرہے ہیں اور جرمن وہاں فوجی اہمیت رکھنے والی ہر شے کو نذر آتش کئے دے رہے ہیں۔ الگ الگ مقامات پر جرمنوں نے روسی پیشقدمی کو روکنے کی کوشش کی لیکن شدید معرکہ آرائی کے بعد ان کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ سارے محاذ پر روسیوں کو جرمنوں کا بے اندازہ سامان جنگ کثیر مقدار میں مل رہا ہے اور دشمن کے بہت بہت سے آدمی گرفتار کر کے اپنے تعاقب کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ شمال مغرب میں گیلیشیا کے اندر روسیوں کے کل رات کے اعلامیہ میں بتایا گیا کہ سٹانسلاو کے نزدیک جرمنوں نے حملے کئے۔ ان کے علاوہ کے دستے میں مزید شہروں

اور دیہاتوں کی فتح کی اطلاع دی گئی ہے۔ اس مرکز کے جنوب مغرب اور شمال میں روسی چیکوسلواکیہ کی ۱۹۳۸ء والی سرحد اور پولینڈ کے بڑے ریلوے جنکشن دوا سے اور نزدیک پہنچ گئے ہیں۔

(رائٹر)

آسام اور برما کا محاذ

امپھال کے شمال میں دشمن کا دباؤ جاری

نئی دہلی ۲ اپریل۔ آج کے اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ امپھال کے شمال میں جاپانیوں کا دباؤ جاری ہے۔ شہر کے شمال اور جنوب میں جاپانیوں پر گھات لگا کر حملے کئے گئے اور ان کو جانوں کا نقصان پہنچایا گیا۔ کل کے اعلامیہ میں کہا گیا تھا کہ جو جاپانی دستے امپھال کو کوہیما روڈ پر آگئے تھے وہ وہاں سے ہٹائے نہیں جاسکے ہیں۔ ٹڈیم امپھال روڈ پر ہماری ہلکی دستے کامیابی کے ساتھ مصروف ہیں۔ اس سڑک پر جاپانی جو سامان چھوڑ گئے ہیں اس میں جاپان کی تلوار اور سپاہیوں کے کمانڈر کی تلوار اور تمغے بھی شامل ہیں۔ پالیل تامو روڈ پر دشمن کا ایک مختصر سا حملہ پسپا کر دیا گیا۔

... کے شمال میں بھی ایک حملہ پسپا کر دیا گیا جنوب میں دشمن ہماری پیش قدمی روکنے کی کوشش کر رہا ہے وادی موگانگ سے جنوب میں بڑھنے والے چینی دستے دو

مقامات لنگ کے واکونگ کی سمت بڑھ رہے ہیں۔ مٹ چینا مگکتینا روڈ پر کاچین دستے تیانگ پہنچ گئے ہیں۔ اپریل میں اور جنگلوں کے ہوائی میدانوں پر دشمن کے ۲۰ طیارے برباد کر دئیے گئے اور ۵ کے برباد کر دئیے جانے کا شبہ ظاہر کیا جاتا ہے اور ان کے علاوہ ۸ کو نقصان پہنچایا گیا۔ دوسرے مقامات پر بھی حملے ہوئے ان سب حملوں سے تین ہفتوں میں برما پر حملہ کرنے والے طیاروں نے برباد کر دئے تقریباً دو سال سے جب سے کہ برما پر جاپان نے قبضہ کیا ہے کسی مہینے اس کے اتنے طیارے نہیں برباد ہوئے تھے۔

شیلانگ ۲ اپریل حکومت آسام کے ایک اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ چار اور منی پور پر دو شنبہ کی شام دشمن کے بہت تھوڑے سے طیاروں نے جو بم گرائے جن سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ چند جھونپڑیوں کو ناقابل لحاظ نقصان پہنچا۔ عوام کی اخلاقی حالت اچھی ہے۔

حکومت آسام کے ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ منی پور کے محاذ پر ہماری سپاہ جاپانیوں سے جنگ کر رہی ہے اور ایسی حالت میں ممکن ہے کہ جاپانی آسام پر اور زیادہ جلدی جلدی ہوائی حملے کریں جیسے جانوں کے نقصان کا بھی احتمال ہے ہمیں اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

پریس نوٹ میں عوام سے کہا گیا ہے کہ وہ ہوائی حملوں میں زخمی ہونے والوں کے لئے اپنا خون دیں اور صوبائی خون بنک میں سیرم جمع کرنے میں مدد کریں۔

(ا۔پ)

کیا راشن بندی کے رجسٹر میں آپ کا نام درج کیا گیا؟

یہ سوال آپ اپنے رشتہ داروں، ہمسایوں اور احباب سے کیجئے۔ اگر اس کا جواب نفی میں ملے تو انھیں فوراً اپنا نام درج رجسٹر کرانے کی ہدایت کیجئے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ

(۱) جب تک نام نہ لکھا جائے کارڈ نہیں مل سکتا۔

(۲) بغیر کارڈ کے اناج نہیں مل سکتا۔

شہر حیدرآباد کو راشن بندی کی اغراض کے لئے (۹) حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حلقہ میں راشن بندی کا ایک دفتر ہے۔ ان (۹) حلقوں کے پتے حسب ذیل ہیں۔

(۱) نامپلی (دیوڑھی نواب مکرم الدولہ)
(۲) سوماجی گوڑہ (موجودہ مکان نواب لیاقت جنگ بہادر)
(۳) کوچہ چراغ علی (موجودہ سابق نشرگاہ دکن)
(۴) بارہ دری گوشہ محل (فرق بین لاج)
(۵) الاوہ بی بی (قریب بنگلہ مفتی صاحب)
(۶) قریب دروازہ دودھ باؤلی
(۷) بن پورہ (دیوڑھی نواب جنگ)
(۸) قلعہ محمد نگر (مکان کرنل سید غوث بولارم صاحب)
(۹) لال گوڑہ (مکان صمد ... صاحب)

اگر آپ کا نام نہیں لکھا گیا ہے یا اگر لکھا گیا ہے مگر کارڈ نہیں ملا تو اپنے حلقہ کے دفتر سے فوراً رجوع کیجئے۔

ناظم سربراہی سرکار عالی

راشن بندی

از

ملا واحدی

تاکہ جو اشیاء کمیاب ہو جائیں ان کو آسانی سے ہر کوئی پا سکے۔ خدا بھلا کرے لارڈ وولٹن کا، وہ انسپکٹر بنتے ہی انھوں نے اعلان کیا تھا کہ میں ہندوستان کی کھانے پینے کی تکلیف مٹاؤں گا۔ وہ ہندوستان کی کھانے پینے کی تکلیف مٹانے کے لئے وہی نسخہ استعمال کر رہے ہیں، جو انگلستان میں جنگ کی ابتدا سے زیر استعمال ہے یعنی راشننگ۔

راشننگ کا مطلب ہے چیزوں کی حصہ رسد تقسیم۔

کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ راشننگ کی وجہ سے انگلستان میں کھانے پینے کی چیزوں کی قیمت صرف پچیس فی صدی بڑھی ہے۔ گویا وہاں جنگ سے قبل جو چیز ایک روپیہ میں ملتی تھی وہ اب ایک روپیہ چار آنے کی ہے۔ برخلاف اس کے ہندوستان کو چونکہ حکومت نے اب تک راشننگ سے محروم رکھا، ہندوستان میں چیزوں کی قیمتیں چار سو فیصدی بڑھ گئی ہیں یعنی جنگ سے پہلے جو چیز ایک روپے کی تھی، وہ اب چار روپے میں بھی بمشکل ملتی ہے۔

اوّل اوّل تو ہندوستان کی حکومتوں نے ہندوستان کی ان مشکلات کو شاید واقعی محسوس نہیں کیا لیکن جب خود حاکموں کو ہندوستان کے سخت … رہنا پڑا تو انھیں محسوس ہو گیا کہ عام لوگوں کو کیا تکلیف ہے۔ حکومت ہند نے وسیع پیمانے پر پرائس کنٹرول کا تجربہ کیا۔ اور بعض چیزوں کی قیمتیں مقرر کرنی مناسب سمجھیں۔ مقرر کردہ قیمتیں تقریب تقریب وہی تھیں جو بڑھتے بڑھتے اس وقت تک ہو چکی تھیں۔ مطلب یہ کہ پرائس کنٹرول سے یہ تھا کہ ان موجودہ قیمتوں پر ہی روک دو اور ان کو بڑھنے نہ دو۔ پرائس کنٹرول کا نتیجہ یہ نکلا کہ ادھر یہ پتا ہوا کہ فلاں چیز کی قیمت کو فلاں تاریخ سے کنٹرول کیا جائے گا۔ ادھر اس چیز کے بڑے بڑے تاجروں کے پاس خبر پہنچ جاتی اور وہ چیز تاریخ آنے تک ایسی غائب ہو جاتی جیسے تھی ہی نہیں۔ زمین کھا جاتی تھی یا آسمان کھا جاتا تھا۔ حکومت اور اس کی حکومت کو کنٹرول کے بعد … جاتی جو تول جاتی ہو۔ غریب تو کنٹرول کی بدولت ان چیزوں کو ترس گئے۔ اور امیروں نے بھی خریدا تو کوکین کی طرح چوری چھپے خریدا اور کوکین کی طرح مہنگا خریدا۔

ایک اور ہندوستان کے مجموعہ میں یقیناً ایسا گزرا ہے کہ کنٹرول پبلک کے حق میں رحمت کی بجائے زحمت تھا۔ اس کنٹرول کے ہوتے ہوئے اس کا نہ ہونا اچھا تھا۔ کنٹرول کا نام تھا۔ مال سے کنٹرول کو واسطہ نہ تھا۔ حکومت کے کنٹرول اور کنٹرول والوں کے تاجروں کے درمیان آنکھ مچولی ہوتی تھی۔ حکومت کے کارندے ڈال ڈال تھے اور تاجر پات پات۔

کہیں کہیں اور کبھی کبھی تاجر کو قیمتوں سے اُتر کر حوالات کی سیر بھی کرنی پڑتی۔ مگر منافعوں کی نفع بازی کے آگے ایک رات کی بیگاری کیا بڑی بات تھی۔ اور حکومت زیادہ سختی برتنے پر تیار نہ تھی۔

کہتے ہیں تجارت میں مال کو روکنا جرم نہیں ہے۔ مال کو سستا خریدنا اور روک کر مہنگا ہونے پر بیچنے کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اور دکانوں پر بیچ چیزیں رکھتے اور دکھاتے اور ان کے اعلانات کرتے ہیں۔ چیزوں کی قیمت مقرر کر دی جائے یا معلوم ہو کہ اس قدر قیمت ہے کہ اس قدر قیمت لی جا سکتی ہے تو بیچنا کون ناگوار کام ہے۔ ہنر اور فن یہ ہے کہ پیشتر سے معلوم ہو کہ فلاں چیز فلاں وقت بھاؤ چڑھ جائے گا۔ اسے آج خرید لیا جائے اور جمع رکھا جائے اور تین مہینے یا چھ مہینے بعد نکالا جائے۔ موجودہ جنگ میں بڑا افسوس تاجروں نے اس ہنر اور فن کے وہ وہ کمال اور اذیت ہوز کمال دکھائے کہ قارونوں کی یاد تازہ ہو گئی۔

جو چیزیں باہر سے آتی ہیں۔ وہ تو یہی تھیں۔ حکومت یا ہندوستان میں کمی اور حکومت نے یہ اندازہ لگا کر ریل گاڑیوں کو بیجا مال پہنچانے کی زیادہ فرصت نہ ہوگی۔ اور جہازوں کے تو راستے ہی رک جائیں گے۔ لہذا جو چیزیں باہر سے آتی ہیں وہ اس شہر میں مختلف وجوہ پر بکی پڑی ہیں۔ ہوشیار اور بڑے تاجروں نے چھوٹے اور کم عقل دوکانداروں کو معمولی نفع دے کر خرید لیں۔ اور جمع کر لیں۔ اب انھیں بیچنے میں لطف ان کے نزدیک سے بے چینی ہے۔ اور ہوشیار اور بڑے دوکاندار صاحب ان چیزوں پر سانپ بنے بیٹھے ہیں۔ اور انتظار کر رہے ہیں کہ اور بھاؤ بڑھ جائے۔ اور بھاؤ بڑھ جائے۔ مثلاً ایک صاحب نے قلمی شہر بہت سے سمیٹ کر اسے ایک جگہ رکھا۔ لوگوں کو بے قلمی پتیلیوں کا پکا کھانا پڑا۔ وہ جھنجھلا پڑے اور پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ انھوں نے یہ تہیہ کر کے برتن … اختیار کر لئے۔ مگر قلمی جمع کرنے والے اس کے بیک بہت سے کی اشرفیاں کمانا تب پھر دم نہ لیا۔ جب قلمی کا جادو کا بیڑا کم ہو گیا جتنی کی قلمی جمع کرنے والے ہوشیار تاجر کو توقع تھی۔ تب قلمی نکلی۔ اور روپے کی قلمی تیس اور چالیس روپیے تک بکی۔

غرض بازار قارون ہی قارون سے بھرے تھے اور حکومت چاہتی تھی اور خاموشی سے دیکھتی تھی۔ حکومت نے تنگ آکر تاجروں کے کرتبوں اور کرتوتوں کو کنٹرول کے شکنجے سے دبانا چاہا۔ لیکن منتر اتنی کم لائقی کے ساتھ پڑھا کہ منتر کا اثر جیسا چاہئے تھا۔

— اب یہ حال نہیں ہے۔ چونکہ اب کنٹرول حکومت نے خاصہ اچھا کیا ہے۔ دواؤں کا کنٹرول بھی کامیاب ثابت ہو رہا ہے۔

ویسا نہیں ہوا۔ بلکہ بیشتر چیزوں کے لئے بے تعلق نہیں رہا۔ کافی جھک جھک اور پٹ پٹ اور تجربوں کے بعد …

کوئلوں کی طرح اُلٹنے پلٹنے کے بعد حکومت نے ایک نیا قدم اٹھایا۔ حکومت نے انتظام کا بڑا حصہ غیر سرکاری آدمیوں کے سپرد کر دیا۔ اور حکم کیا کہ فلاں چیز گلی گلی اور کوچہ کوچہ بیچنے کے لئے لائسنس لینے پڑیں گے۔ اور بیچنے والوں کی نگرانی فلاں فلاں صاحبان پبلک سے کریں گے۔ یہ حکم حکومت نے چیزوں پر خاصا قابو پا کر دیا تھا۔ اس دور میں بعض چیزیں حکومت گلی گلی اور کوچہ کوچہ اتنی بکواتی تھی کہ جنگ سے قبل وہ چیزیں وہاں اتنی نہیں آتی تھیں۔ لیکن آنریری اور اوشن کے واسطے کے کام جیسے ہوا کرتے ہیں ویسے ہوتے۔ اس دور میں بھی بلیک مارکیٹ ہی رہی۔ فرق فقط یہ تھا کہ پہلے دور میں حکومت کے خلاف شکایت تھی۔ اس دور میں آنریری واسطے کام کرنے والوں کے خلاف حکومت سے شکایت کرنے لگی۔ حکومت دو تین بچ گئی۔ اور آنریری خدمت کرنے والے بدنام ہو گئے۔ تجربہ بتاتا ہے کہ اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں کا کنٹرول بغیر راشننگ کے بے معنی ہے۔

ہندوستان غالباً بہت سے تجربوں کا محتاج تھا۔ یا ہندوستان کی حکومتیں خریداروں کو آسائش پہنچانے کے ساتھ ہی … ان کو بھی خفا نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ جو ہندوستان کی حکومت کے سامنے ہندوستان کے نمائندے ہیں … ہندوستان کے امراء ہیں۔ غرض اب تجربے جب ختم ہوئے تو آخر اب وہی علاج شروع کیا جا رہا ہے جو دراصل جنگ کا واحد علاج ہے۔ سامان کی حقیقتاً کسی دور میں کمی نہیں رہی۔ خرابیاں فقط تاجروں کی ہوس اور امیروں کے بھگتنے ہی … تاجر کو نفع بازی سے اور امیروں کو پیٹ سامان … سے بھرنا تھا۔ راشننگ اس ہوس اور اس بھگتے کو روکتا ہے۔ اب یہ نہیں ہو گا کہ … کو دو کے واسطے دو پیسے کا ٹکڑا نہ میسر آتا۔ اس علاقہ میں … حکومت چھ سات یا پوری تنخواہ دلواتی ہے۔ اب یہ نہیں ہو گا کہ مالداروں کے ہاں گیہوں کا سال بھر کا بھرا ہے اور غریب پیسے ڈھونڈ رہیں اور انھیں ایک وقت کا آٹا نصیب ہو۔ اب یہ نہیں ہو گا کہ … کے ٹھیلے میں من بھرا کیا ہے پکنے کے خیال سے نہیں اور کوئی اچھی قیمت دے سکنے والا خریدار کا انتظار … کیلئے۔ اب یہ نہیں ہو گا کہ ایک گھر تو گلی کی روشنی سے جگمگا رہا ہے اور دوسرا گھر بیچارہ اندھیرے میں پڑا ہے۔ اب شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پئیں گے۔ اب گیہوں، قند … مالدار کو بھی ملے گا اور غریب کو بھی۔

وہ لوگ جو راشننگ سے پہلے قسم قسم کے نعمتیں اُڑا رہے تھے راشننگ کو برا بتائیں گے۔ راشننگ سے تاجر خوش نہیں ہو سکتے۔ راشننگ تاجروں کی نفع بازی پر کاری ضرب ہے۔ راشننگ مالداروں کو ناگوار ہوگا جو سال بھر چھ مہینے کا سامان بھرنے کے عادی ہیں۔ انہیں آنے دن کا سامان لینا کیسے پسند ہو سکتا ہے۔ …

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰

جماعت "اتحاد و ترقی" کی قرارداد

حیدرآباد ۴ خورداد کی بہشت - راجہ گردھاری صاحب معتمد جماعت "اتحاد و ترقی" اطلاع دیتے ہیں کہ مجلس عاملہ "اتحاد و ترقی" کا جلسہ تاریخ ۴ خورداد کی بہشت مطابق ۱۰ مئی بمقام بیت الاکبر سیف آباد بصدارت میر اکبر علی خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء صدر جماعت اتحاد و ترقی منعقد ہوا۔ حالات حاضرہ پر دیر تک مباحث ہونے کے بعد حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

مجلس عاملہ "اتحاد و ترقی" حکومت سرکار عالی سے اس امر کا پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ جن دستوری اصلاحات سے متعلق برامر خسروانہ فرمان مبارک شرف اصدار پاچکا ہے ان کو بلا تاخیر روبہ عمل لایا جائے۔ ملک اور بیرون ملک کے سیاسی حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ مقننہ (اسمبلی) جلد سے جلد قائم کی جائے۔ مجلس عاملہ حکومت کو آگاہ کرنا چاہتی ہے کہ اسمبلی کے قیام میں تاخیر مملکت کے بہترین مفاد کی منافی ہے اور حکومت و عوام کے مؤثر اشتراک عمل کے امکانات بھی معرض التوا میں پڑ جاتے ہیں۔

مجلس عاملہ حیدرآباد اور بیرون حیدرآباد کے حالات پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچی ہے کہ مملکت آصفیہ کے خاص حالات کے لحاظ سے فرقہ واری یا لسانی بنیادوں پر سیاسی جماعت بندی مملکت آصفیہ کے دیرینہ روایات کے نہ صرف منافی ہے بلکہ ملک کے بہترین مفاد کے لئے بھی خطرناک بھی ہے۔ مجلس عاملہ ایک مرتبہ پھر ملک کی دیگر سیاسی جماعتوں سے یہ خواہش کرتی ہے کہ وہ باہمی گفتگو اور سمجھوتے سے سیاسی مسائل کو طے کرنے کی کوشش کریں۔

آندھرا مہاسبھا، اسٹیٹ کانگریس اور کرناٹک کانفرنسوں نے جو ایک مشترکہ کمیٹی قائم کی ہے اس سے اس رجحان کی تائید ہوتی ہے کہ حیدرآباد کو ایک سیاسی مشترکہ ادارہ کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں جو مساعی دو مرتبہ سابق میں ہوئی ہیں وہ امید افزا ہیں۔ مجلس عاملہ کو توقع ہے کہ ان تینوں کانفرنسوں کی ایک مشترکہ کمیٹی ایک مثالی حیدرآبادی ادارے کے قیام کی طرف قدم اٹھائیں گی اور ملک کی دیگر اہم سیاسی جماعتیں یعنی اتحاد المسلمین، پریجا منڈل اور انجمن پست اقوام وغیرہ سیاسی مسائل کو سلجھانے اور روایات ملک کو برقرار رکھنے اور سیاسیات زیادہ حقیقی اور قابل عمل بنانے میں پورا اشتراک عمل کریں گی تاکہ اتحاد و یکجہتی میں ملک حیدرآباد ہندوستان کے لئے ایک نمونہ ثابت ہو۔

ملک کی غذائی صورت حال کا مطالعہ کرنے کے بعد مجلس عاملہ حسب ذیل نتائج پر پہنچی ہے جنہیں حکومت اور عوام سے غور و فکر کے لئے شائع کرنا ضروری ہے۔ حالیہ بے ہنگام بارش اور ژالہ باری کی وجہ سے ربیع اور آبی کی زراعت کو جو نقصان پہنچا ہے اس کے منظر ضروری ہے کہ برآمدات کو آئندہ بھی موقوف رکھا جائے تاکہ ملک کی غذائی صورت حال میں کوئی بحرانی پیدا نہ ہو اور ان مقامات پر جہاں بکثرت بارش اور ژالہ باری سے فصلوں کو نقصان پہنچا ہے وہاں کاشتکاروں کے ساتھ حصول لیوی میں رعایت کی جائے کیونکہ بازار تک لیوی کا غلہ لانے کا ذریعہ حکومت کو اپنے ذمہ لینا چاہئے تاکہ کاشتکاروں کو حمل و نقل کے مشکلات سے حتی الامکان بچایا جائے۔ حالانکہ محروسہ سرکار عالی میں چاول کی پیداوار ضروریات ملک کے مقابلہ میں اس قدر کم ہے کہ صوبہ متوسط اور برار سے (۲۰) ہزار ٹن چاول کا جو نصاب حیدرآباد کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ قطعاً ناکافی ہے۔ نیز (۱۰۰۰۰) ٹن گیہوں کا جو نصاب طلب ہے وہ بھی کافی نہیں ہے۔ محکمہ رسد، چاول اور گیہوں کی مزید مقدار حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ان دو اجناس کی حد تک قبل جنگ کی سالانہ درآمد کی مقدار (۱۰۰) ہزار ٹن ہوا کرتی تھی اس مقدار کے مقابلہ میں (۴۰۰۰۰) ٹن کی درآمد کی اجازت ہرگز تشفی بخش نہیں۔ حیدرآباد سرکار کی راشن بندی کی دوکانوں پر جو جوار و چاول فروخت ہو رہا ہے اس میں کچرے کی مقدار بہت ہے ضرورت ہے کہ ان دوکانوں سے اچھا مال فروخت ہو۔ دیہات کے غریب طبقہ کے لئے بھی اجناس کا مسئلہ حکومت کی فوری توجہ کا مستحق ہے۔ (اورینٹ پریس)

ہندوستان کے مابعد جنگ مسائل

بقیہ سلسلہ صفحہ (۴)

یہ اخراجات کیوں کر پورے ہوں گے؟ سڑکوں کی بہتر تعمیر کو اخراجات کی ایک بڑی مد بنانا چاہئے۔ سڑکوں کا مسئلہ آبپاشی کا ہے جو اتنا اہم ہے جتنا کہ ریلیں یا محکمہ آبپاشی۔ البتہ ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ ریلوں اور آبپاشی کی آمدنی سے اس سرمایہ کا سود ادا ہو جاتا ہے جو ان دونوں محکموں میں لگا ہوا ہے۔ اس کے برعکس سڑکوں سے کوئی براہ راست آمدنی نہیں ہوتی۔ لہذا ریلوں اور آبپاشی کے لئے تو قرض لینا مناسب ہے لیکن سڑکوں کے لئے قرض لینا غیر واجب ہے۔ اگر وسیع النظری سے کام لیا جائے تو سڑکوں سے بھی بڑی آمدنی ہوتی ہے اور ان پر کثیر قیمیں خرچ کرنا بالکل جائز ہے۔ موٹروں، ٹائیروں اور پٹرول سے جو محاصل حکومت کو ٹیکسوں کی صورت میں وصول ہوتے ہیں انہیں جائز طور پر سڑکوں کی آمدنی میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ یہ رقمیں سڑکوں پر خرچ نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ان سے اس قرضہ کا سود ادا کرنا چاہئے جو سڑکوں کی تعمیر کے لئے لیا گیا ہے۔ جنگ سے پہلے یہ رقومات بارہ کروڑ سالانہ تک پہنچ جاتی تھیں جو اس وقت تین ارب روپیہ کا سود ہے۔ چاہئے تھا کہ حکومت سڑکوں کے لئے قرض لینے میں حق بجانب ہے۔ جوں جوں سڑکوں کی حالت بہتر ہوتی جائے گی محاصل میں غیر معمولی اضافہ ہوتا جائے گا۔ اس کے علاوہ سڑکوں کی تعمیر سے براہ راست محاصل بھی وصول ہو سکتے ہیں۔ سڑکوں کی تعمیر کی وجہ سے اس پاس کی زمینوں کی قیمت بڑھ جاتی ہے اگر کوئی تعمیرات کے دوران سڑکوں کے قریب بیڑیاں بنائیں تو ان پر پیڑیوں پر پٹرول پمپ، سروس اسٹیشن، ہوٹل، ریسٹوران وغیرہ تعمیر کئے جاسکتے ہیں۔

ہیں۔ آمدورفت کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کی ضرورت بھی بڑھتی جائے گی اور اس طرح محاصل میں معقول اضافہ ہو سکے گا۔ مجموعی رسائل کے ذرائع کی ترقی قوم کی خوشحالی کی دلیل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ محاصل میں اضافہ ہونا بھی ایک قدرتی امر ہے۔ لہذا مالیات کے پرانے نظریئے ترک کر دینے چاہئیں تاکہ وہ قوم کی اس اشد ضرورت کے راستہ میں کسی رکاوٹ کا باعث نہ ہوں۔

جنگ اور حیدرآباد کا مالیہ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

(۲) شہری رقبہ جات کی بلدیات کو چاہئے کہ وہ مکانات کا ٹیکس پندرہ فیصد بڑھا دیں، پانی کے ٹیکس میں اضافہ کریں اور برقی روشنی کا استعمال کرنے والوں سے ان کی ماہانہ بل (۱۲½) فیصد ٹیکس وصول کریں، نیز اسباب کے حمل و نقل اور سواریوں پر ٹیکس عائد کریں۔

(۳) جو فروش اور چھوٹے تاجر جو بالعموم حکومت کو کوئی ٹیکس نہیں ادا کرتے آجکل بہت منافع کما رہے ہیں ان پر بھی کوئی موزوں ٹیکس عائد کیا جا سکتا ہے جیسا کہ کانگریسی وزارتوں نے اپنے عہد وزارت میں کیا تھا۔ یہ ٹیکس مدراس، بنگال اور بعض دیگر صوبوں میں اس وقت بھی رائج ہے۔

(۴) مرشادی کے موقع پر بھی ٹیکس وصول کیا جا سکتا ہے جس کی مقدار کا تعین متعلقہ عہدہ داروں کے صوابدید پر چھوڑا جا سکتا ہے، البتہ یہ طے کر دیا جا سکتا ہے کہ ایسے ٹیکس کی مقدار دس روپیہ سے کم نہ ہو اور ایک ہزار سے زائد نہ ہو۔

(۵) اسی طرح سٹہ پر بھی ٹیکس عائد کیا جا سکتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تجاویز بالا پر عمل کرنے سے جو رقم محفوظ ہوگی اس کو کس طرح صرف کیا جائے، اس کا جواب بلاشبہ یہی ہو سکتا ہے کہ ان رقوم کو ملک کی زرعی ترقی، سڑکوں، آبپاشی و قوت برقی کی تعمیر، کھاد پیدا کرنے والے کارخانوں کے قیام اور افتادہ زمینات کو زیر کاشت لانے میں صرف کیا جائے۔ یہ ایسا طریقہ کار ہوگا کہ جس سے ملک کی معاشی ترقی بھی ہوگی اور عوام کی قوت خرید جو غیر معمولی طور پر بڑھ گئی ہے، بلحاظ صحیح مصارف میں منتقل ہونے پائے گی۔

اپیل منجانب طلباء قدیم جاگیردار کالج

صدر عالی قدر و معزز اراکین طبقہ جاگیرداران

اعلیٰحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی نے براہ مرحمت خسروانہ بذریعہ فرمان مبارک مرقومہ ۳۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۳ھ جاگیردار کالج کے قیام کا حکم جگر صادر فرمایا۔ اس فرمان عطوفت نشان میں یہ حکم دیا گیا کہ جاگیرات و مقامات کی خام آمدنی سے دو و دو پیسہ فیصد رقم حاصل کر کے اس کالج کے اخراجات کی تکمیل کی جائے اگر اس میں اضافہ ہو تو منظوری اقدس و اعلیٰ حاصل کی جائے۔ یہ امر لائق عرض نہیں کہ جبکہ حالات کے مدنظر یہ حکم تشا سیتم کس قدر دور بینی اور بصیرت شاہانہ پر مبنی ہے اور بفضل خدا و اقبال شاہانہ اس کالج کے قیام سے طبقہ جاگیرداران کو جو ان گنت فوائد ہوئے ہیں اور جس سے طبقہ جاگیردار کے نونہالان کی جو تعلیم و تربیت ہوئی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس فرمان مبارک کے بعد بعض وجوہ سے (۔۔۔۔) پانچ ہزار اور اس سے کم کے جاگیرداروں کو ادائی ٹیکس سے خارج کیا گیا۔ اور بڑی حد تک ان کی اولاد کو ان کی اولاد کو بھی تعلیم سے محروم کیا گیا اور بڑے جاگیرداروں کے لئے ابتدائی مقدار رقم کو محدود۔ چنانچہ اور خاص حالات میں (۔۔۔۔) اور ٹیکس بڑی حد تک محدود کیا گیا۔ مجلس جاگیرداران نے ایک سے زیادہ مرتبہ اس کے متعلق توجہ دلائی ہے کہ ابتدائی فرمان مبارک کے ہی تحت عمل ہونا طبقہ اور ملک کے لئے بہتری اور فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ تقریباً (۲۲) سال کے عرصہ میں جاگیردار کالج سے تعلیم پاکر جو مختلف شعبوں میں فرزندان جاگیرداران نے امتیاز حاصل کیا ہے وہ ان فہرستوں سے واضح ہو سکتا ہے جن میں جاگیردار کالج کے طلبا سیول سروس، فوج اور دیگر ذمہ دار خدمات پر مامور ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ طبقہ کی اصلاح اور ملک و مالک کے خدمت گذاری کے بھی جو خدمات نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان میں نوجوانوں کی حد تک جاگیردار کالج کا بڑا حصہ ہے چونکہ طبقہ کا ایک جلسہ عام کیا جا رہا ہے اس لئے ہم اس کی شدید ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ اس جلسہ کی جانب سے جو معروضہ حضور پر نور اقدس میں پیش کیا جائے اس میں جاگیردار کالج کے قیام کے متعلق جو حکم محکم ہوا تھا اس پر بکمال ادب اظہار تشکر کریں۔ اور یہ معروضہ کریں کہ جن بنیادوں پر کالج اس وقت قائم ہے ان کو اور زیادہ مستحکم کیا جائے اور بلحاظ حالات زمانہ اس کے مالیہ کو اور زیادہ استحکام بخشا جائے۔ ہمارا طبقہ سے یہ استدعا ہے کہ جاگیردار کالج کے متعلق تحریک بالا کو منظور فرماتے ہوئے معروضہ میں اس کے اندراج کے متعلق بعجلت فرمادیں تاکہ جاگیرداران کی آئندہ آنے والی نسلیں اس کالج سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں اور انتظام مملکت میں فروغ تحصیل طلباء جاگیردار کالج کو موقع عطا فرمایا جائے کہ اپنے ملک اور مالک کی صحیح خدمت گذاری کا خود کو اہل ثابت کریں۔

(منجانب طلباء قدیم جاگیردار کالج)

اعلان

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۲))

میں استعمال ہونے والی جڑیاں۔ ۴۔ گھی۔ ۵۔ نباتی گھی۔ ۶۔ نباتی روغنیات (مونگ پھلی۔ کھوپرا اور دیگر روغنیات) مسالے سن اور تمر ہندی۔ ۸۔ نمک۔ ۹۔ چائے۔ ۱۰۔ تمباکو ۱۱۔ شراب۔ اسپرٹ اور مہوہ کی شراب ۱۲۔ زرعی آلات و اوزار۔ ۱۳۔ زین کو زرخیز بنانے والی اشیاء ( ) ۱۴۔ سمنٹ۔ ۱۵۔ لوہا اور لوہے سے بنی ہوئی اشیاء۔ ۱۶۔ چھری چاقو وغیرہ۔ ۱۷۔ رنگ اور دیگر کیمیائی اشیاء۔ ۱۸۔ برقی گولے ( )

(۱۹) چرم اور چرمی سامان۔ ۲۰۔ دیاسلائی۔ ۲۱۔ پینٹ اور وارنش ( )

۲۲۔ چوبینہ ( ) ۲۳۔ موٹر کے فاضل پرزے اور متعلقہ سامان۔ ۲۴۔ کوئلہ کوک ( ) اور جلانے کی لکڑی۔ ۲۵۔ ٹائلیٹ کا سامان یعنی صابن استرے کی پتیاں دانتوں کا پیسٹ ( ) دانتوں کا پوڈر ( ) اور دانتوں کا برش۔ ۲۶۔ بوٹ پالش۔ ۲۷۔ ٹارچ لائٹ اور بیٹریاں ( ) ۲۸۔ بچوں کی غذا اور دیگر اشیاء، نوشت و خواند۔ ۲۹۔ دھونے کا صابن اور دھونے کا سوڈا۔ ۳۰۔ کیبل۔ ۳۱۔ کاجو۔ چکنی سپاری اور چھالیہ۔

سید وصی اللہ حسینی

منجانب صدر ناظم و مہتمم رسد

اعلان

محکمہ صدر ناظم و مہتمم سرکار عالی صیغہ رسد

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۱۱ دستور العمل ذخیرہ بندی و تقسیم اندوزی بابت ۱۳۵۲ف مجھے حاصل ہیں شہر حیدرآباد اور ممالک محروسہ سرکار عالی کے مستقرات اضلاع و تعلقات کے شہروں میں اونی کپڑے اونی اشیاء اور اونی سامان کی تجارت کرنے والے تمام تاجروں کو ذریعہ ہذا حکم دیتا ہوں کہ وہ حکم ہذا کے جریدہ میں شائع ہونے کی تاریخ سے اندرون پندرہ یوم ہدایات ذیل اونی کپڑے اشیاء اور سامان پر جو بغرض فروخت رکھی گئی ہوں یا فروخت کے لئے مقصود ہوں قیمت فروخت بزبان اردو درج کریں یا اگر ان پر قیمتیں درج نہ ہو سکتی ہوں تو مقام تجارت پر ان کی قیمتوں کی فہرست نمایاں کریں۔

۱۔ قیمتوں کا اندراج ایک مرتبہ ہو جانے کے بعد ان میں کوئی تبدیلی صدر ناظم کی قبل از قبل اجازت حاصل کئے بغیر نہ کی جائیں گی۔

۲۔ قیمتوں کی فہرست کی دو مطبوعہ یا ٹائپ شدہ کاپیاں بزبان اردو صدر ناظم کے پاس داخل کی جائیں ایک کاپی بعد دستخط واپس کی جائیں گی جس کو دوکان کے کسی نمایاں مقام پر آویزاں کیا جائے گا۔

۳۔ قیمتوں کا اندراج بہتا بیت استحکام و ستوار عمل کیا جائے گا۔

۴۔ اگر کوئی خریدار کسی شئے کو درج شدہ قیمت پر خریدنا چاہے تو فروخت سے انکار نہیں کیا جائے گا۔ بجز اس کے کہ تاجر یہ باور کرنے کی کافی وجہ رکھتا ہے کہ خریدار اس شئے کو فروخت کرنے کی غرض سے خریدنا چاہتا ہے۔

۵۔ اگر شئے ہندوستانی ساخت کی ہو تو قیمتوں کا اندراج نیلی یا سیاہ روشنائی سے اور اگر بیرون ہند ممالک کی ساختہ ہو تو سرخی سے کیا جائے گی۔

۶۔ اس حکم کو دوکان کے نمایاں مقام پر اور دوکان کے منیجر کی نشست سے جس قدر قریب ممکن ہو سکے آویزاں کیا جائے گا۔

سید وصی اللہ حسینی

منجانب صدر ناظم و مہتمم رسد

راشن بندی

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۸))

پکا بھی ہو۔ لیکن سب باتوں کے باوجود راشننگ غریبوں کے حق میں قطعی نعمت ہے۔ غریب روز کنواں کھودتے ہیں روز پانی پیتے ہیں۔ اسی واسطے انتظام کیا جائے گا کہ جیسے روز خریدنے میں آسانی ہو وہ روز خریدے جسے ہفتہ وار خریدنے میں آسانی ہو وہ ہفتہ وار خریدے غریبوں کو راشننگ سے یہ اطمینان تو ہو گا کہ چیزیں ملے گی۔

راشننگ کے زمانے کا جنگ سے پہلے کے زمانے سے مقابلہ مت کیجیے۔ جنگ سے پہلے کی بات تو جنگ کے بعد بلکہ بہت بعد آئے گی۔ البتہ راشننگ کا زمانہ راشننگ سے پہلے کے زمانے سے اتنا چاہا بہتر ہوگا۔ آپ یوں سمجھئے کہ مٹھائی کی ایک ٹوکری آپ خرید کر لائے ہیں۔ آپ اپنے بچوں میں مٹھائی حصہ رسد بانٹیں گے یا کسی کو زیادہ دے دیں گے۔ اور کسی کو بالکل محروم کر دیں گے۔

بس حکومت اب اسی انصاف پر آمادہ ہوئی ہے۔

(منادی)

محکمہ رسد کے اعلانات

اعلان

محکمہ صدارت عظمیٰ و معتمدی سرکار عالی صیغہ رسد

ہرگاہ قرین مصلحت ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ملک کی مناسب تقسیم کے لئے اجناس خوردنی کے ذخائر کا صحیح مواد فراہم و مہیا کیا جائے۔ لہٰذا بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت قاعدہ ۲ قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی صدر اعظم باب حکومت کو حاصل ہیں حسب ذیل حکم صادر کیا جاتا ہے

۱۔ یہ حکم بنام حکم فراہمی مواد ذخائر اجناس خوردنی بابت سنہ ۱۳۵۲ف موسوم ہوگا اور تاریخ اشاعت جریدہ سے کل ممالک محروسہ سرکار عالی میں نافذ ہوگا۔

۲۔ حکم ہذا میں۔

(الف) "جنس خوردنی" سے دال، چاول، جوار، باجرا، گیہوں، مکئی، چنا، دالیں، چھوٹے دانہ دار اجناس اور دیگر ایسی اجناس مراد ہیں جن کو صدر ناظم رسد وقتاً فوقتاً بذریعہ اعلان مندرجہ جریدہ، اغراض حکم ہذا کے لئے جنس خوردنی قرار دے۔

(ب) "ذخیرہ دار" سے ہر ایسا شخص مراد ہے جس کے قبضہ میں کوئی ایک جنس خوردنی یا ایک سے زائد اجناس خوردنی بحیثیت مجموعی دس من (وزنی) یا اس سے زائد مقدار میں موجود ہوں عام اس سے کہ ایسا قبضہ کسی حیثیت سے ہو۔ مگر اس میں ایسا شخص داخل نہ ہوگا جس نے تحت حکم نگرانی اجناس خوردنی بابت ۱۳۵۲ف اجناس خوردنی کی بمقدار تھوک خرید و فروخت یا تھوک فروشی کے لئے ذخیرہ کرنے کا کاروبار کرنے کی غرض سے اجازت نامہ حاصل کیا ہو۔

توضیح ۱۔ ایسا خاندان جس کے افراد یکجا رہتے اور کھاتے ہوں حکم ہذا کی اغراض کے لئے ایک شخص متصور ہوگا اور وہ رکن جو خاندان کی پرورش کرتا ہو، ذخیرہ دار متصور ہوگا۔

توضیح ۲۔ ہوٹل، ریستوران اور دیگر ادارہ جات یا ادارہ جات مصرحہ فقرہ (د) کی صورت میں وہ شخص یا اشخاص جو ایسے ادارے کے انتظام کے ذمہ دار ہوں حکم ہذا کی اغراض کے لئے ذخیرہ دار متصور ہوں گے۔

توضیح ۳۔ کسی ایسی جنس خوردنی کی صورت میں جو کسی شخص نے بذات خود یا اپنے نوکر کے ذریعہ اگائی ہو، ذیلی فقرہ ہذا کی اغراض کے لئے اس کے قبضہ کا آغاز اس وقت سے ہوگا جبکہ دانے بھٹوں یا خوشوں سے علیحدہ کئے جا چکے ہوں۔

۳۔ (۱) ہر ذخیرہ دار پر لازم ہوگا کہ ہر فصلی ماہ کے ختم پر اس کے قبضہ میں اجناس خوردنی کی جو مقدار موجود ہو اس کی تحریری اطلاع ماہ ما بعد کی ۱۰ تاریخ تک عہدہ داران مندرجہ ذیل کے مجموعہ اس عہدہ دار کو دے جس کی حدود اراضی میں اجناس خوردنی کا ذخیرہ موجود ہو۔

(الف) بلدہ حیدرآباد میں کوتوال صاحب بلدہ یا ان کے مقرر کردہ عہدہ دار۔

(ب) مستقر ضلع پر تحصیلدار مستقر ضلع

(ج) مستقر تعلقہ پر تحصیلدار تعلقہ

(د) مواضعات اور قصبات میں پٹیل یا پٹواری۔

ایسی اطلاع بلدہ حیدرآباد میں بزبان اردو اور اضلاع میں اردو یا مقامی دفتری دیسی کی زبان میں دی جائے گی۔

(۲) تحت ذیلی فقرہ (۱) جو اطلاع دی جائے گی اس میں ذخائر کی مقدار میں بمقابلہ ماہ ما سبق کمی یا اضافہ کی وجوہ بھی درج کئے جائیں گے۔

(۳) ذیلی فقرہ ۱ کے تحت اطلاع دینے کے بعد اگر ذخیرہ دار کے قبضہ میں کوئی ایک جنس خوردنی یا ایک سے زائد اجناس خوردنی بحیثیت مجموعی پانچ من (وزنی) سے زائد مقدار میں بوقت واحد آمدنی آئیں تو اس پر لازم ہوگا کہ ایسی مقدار کی تحریری اطلاع اس کے قبضہ میں آنے کے بعد ۲۴ گھنٹوں کے اندر متعلقہ عہدہ دار مصرحہ ذیلی فقرہ (۱) کو زبانی مصرحہ ذیلی فقرہ مذکور دیں۔

۴۔ اگر کوتوال بلدہ یا تعلقدار یا تحصیلدار کو یہ باور کرنے کی وجہ ہو کہ اس کی حدود اراضی میں حکم ہذا کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو وہ خود یا اس کے مجاز کردہ کسی شخص کو اختیار ہوگا کہ کسی مقام میں داخل ہو اور اس کا معائنہ کرے۔

۵۔ (۱) اگر کوئی ذخیرہ دار حکم ہذا کی خلاف ورزی کرے تو اس کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد تین سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ ہو سکے گا یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔ اور عدالت جو خلاف ورزی کی سماعت کرتی ہو ایسے اجناس خوردنی کو بحق سرکار ضبط کئے جانے کی تجویز کرے گی جس کے متعلق اطمینان ہو کہ حکم کی خلاف ورزی ہوئی ہے بجز اس کے کہ خاص وجوہات کی بنا پر جن کو قلمبند کیا جائے گا عدالت اس کے خلاف قرار دے۔

(۲) اگر کوئی ذخیرہ دار جس پر تحت فقرہ ۳ اطلاع دینا لازم ہو اپنے مقبوضہ ذخیرہ کے متعلق کوئی غلط اطلاع دے تو اس کی نسبت یہ تصور کیا جائے گا کہ اس نے احکام مندرجہ حکم ہذا کی خلاف ورزی کی۔

۶۔ حکم ہذا کا کوئی مضمون ادارہ جات ذیل سے متعلق نہ ہوگا۔

(۱) فوج (۲) ملکی عاملہ (۳) دواخانے (۴) جیل خانے (۵) اقامت خانے جو تعلیمی اداروں سے متعلق ہوں (۶) یتیم خانے (۷) محتاج خانے اور دیگر ایسے ادارے جن کو صدر اعظم باب حکومت اس خصوص میں بذریعہ عام یا خاص حکم مستثنیٰ قرار دیں۔

۷۔ حکم ہذا کے نافذ ہونے کی تاریخ سے حکم معتمدی مالگزاری شائع نگرانی اجناس ... مورخہ ۲۰ مرداد ۱۳۵۱ف منسوخ متصور ہوگا۔ فقط

سید ولی اللہ حسینی

معتمد نائب صدر ناظم و معتمد رسد

اعلان

محکمہ صدر ناظم و معتمدی سرکار عالی صیغہ رسد

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۸ دستور العمل ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابت ۱۳۵۲ف مجھے حاصل ہیں میں یہ حکم دیتا ہوں کہ تمام تاجروں کو جو ممالک محروسہ سرکار عالی میں جیبی گھڑیاں، بڑی گھڑیاں، تام پین اور ان کے فاضل پرزہ جات اور آلات کی تجارت کرتے ہوں ذریعہ ہذا حکم دیتا ہوں کہ تمام چھوٹی اور بڑی گھڑیوں اور تام پینوں پر جو بغرض فروخت رکھی گئی ہوں یا فروخت کے لئے مقصود ہوں بہ پابندی شرائط ذیل قیمتوں کا اندراج کریں۔

۱۔ تمام تاجر جو ممالک محروسہ سرکار عالی میں گھڑیاں درآمد کرتے ہوں اور تمام تھوک فروش اپنی گھڑیوں بڑی گھڑیوں اور تام پینوں کی قیمت بابت چلر فروشی کی مطبوعہ فہرستیں مرتب کریں گے اور ایسی فہرست کی ایک نقل ہر چلر فروش کو دیں گے جو اپنا اسٹاک ایسے درآمد کنندہ یا تھوک فروش سے حاصل کرے یا حاصل کیا کرتا تھا۔ درآمد کنندہ یا تھوک فروش قیمتوں کی فہرست کی چھ کاپیاں صدر ناظم رسد کے دفتر پر روانہ کرے گا فہرست میں وقتاً فوقتاً جو ترمیمات کی جائیں ان کی کاپیاں بھی اسی طور روانہ کی جائیں گی۔ حکم ہذا کے جریدہ میں شائع ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اس حکم کی تعمیل لازمی ہے۔

۲۔ ہر چلر فروش پر لازم ہوگا کہ درآمد کنندہ یا تھوک فروش کے پاس سے وصول شدہ مطبوعہ قیمتوں کی فہرست کو اپنی دوکان کے کسی نمایاں مقام پر آویزاں کرے اور ہر ماہ کی پہلی تاریخ پر اس فہرست پر امر کی تصدیق کرے کہ وہ درآمد کنندہ یا تھوک فروش کی جاری کردہ تازہ ترین فہرست ہے۔

۳۔ ہر چلر فروش پر لازم ہوگا کہ وہ چھوٹی اور بڑی گھڑی اور تام پین پر جو بغرض فروخت رکھی گئی ہو بزبان اردو قیمت فروخت درج کرے۔ ایسا اندراج حکم ہذا کے جریدہ میں شائع ہونے کی تاریخ سے اندرون دو ہفتہ مکمل کیا جائے گا۔

۴۔ کوئی تاجر جب تک کہ اس کے قبضہ میں اسٹاک موجود ہو مجاز نہ ہوگا کہ کسی گھڑی بڑی گھڑی یا تام پین کو فروخت کرنے سے انکار کرے۔ شرط یہ ہے کہ چلر فروش ان اشیاء کو فروخت کرنے سے انکار کر سکے گا اگر اس کو یہ شبہ کرنے کی کافی وجہ موجود ہو کہ مکرر فروخت کرنے کی غرض سے خریدی کی جا رہی ہے۔

۵۔ کوئی درآمد کنندہ یا تھوک فروش مجاز نہ ہوگا کہ کسی چلر فروش کو سامان فروخت کرتے وقت اس مجموعی مقدار منافع میں سے جو صدر ناظم رسد نے تحت دفعہ ۸ دستور العمل مقرر کیا ہو اپنے لئے اس مقدار سے زائد مقدار میں منافع محفوظ کرے جو جنگ سے قبل تجارتی عمل درآمد کے لحاظ سے اس کو ملا کرتا تھا۔

۶۔ ہر درآمد کنندہ اور تھوک فروش پر لازم ہوگا کہ اپنے چلر فروشی کے کاروبار کو اپنے اسٹاک کے اس حصہ کی حد تک محدود رکھے جو جنگ سے قبل چلر فروشی کے لئے مختص کیا جاتا تھا بجز اس کے کہ صدر ناظم رسد نے اس کو اس کے خلاف عمل کرنے کی اجازت دی ہو۔ فقط

سید وصی اختر حسینی
منجانب صدر ناظم و مہتمم رسد

اعلان

محکمہ صدر ناظم رسد سرکار عالی صیغہ رسد

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت قاعدہ تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ ۱۳۵۲ف صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے :-

۱۔ حکم ہذا کے جریدہ میں شائع ہونے کی تاریخ سے آٹے کی تھوک فروشی کا نرخ رقبہ جات مصرحہ ذیل میں فی من ۱۲ سیر (مساوی ۸۲ پونڈ) کے لئے (البلغ) سے زائد نہ ہوگا۔

۲۔ شہر حیدرآباد میں باغراض حکم ہذا کنگ کوٹھی سے چاروں طرف دس میل کا رقبہ شامل ہوگا۔

۱۔ شہر بیدر
۲۔ شہر ظہیرآباد

۳۔ رقبہ جات مصرحہ فقرہ ۱ مندرجہ صدر میں آٹے کا کوئی بیوپاری کسی خریدار کو بوقت واحد ایک سیر سے زائد مقدار میں آٹا فروخت نہ کرے گا۔

۴۔ حکم ہذا ۲۹ خورداد ۱۳۵۲ف (مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۴۳ء) تک نافذ رہے گا۔

۵۔ اگر کوئی شخص حکم ہذا کی خلاف ورزی کرے تو اس کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد تین سال تک ہوسکتی یا اس پر جرمانہ ہوسکے گا یا یہ دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔ عدالت سماعت کنندہ پر لازم ہوگا کہ آٹے کی جس کے متعلق اس کو اطمینان ہو کہ حکم ہذا کی خلاف ورزی ہوئی ہے بحق سرکار ضبط کرلئے جانے کا حکم دے بجز اس کے کہ خاص وجوہات کی بنا پر جن کو ضبط تحریر میں لایا جائے گا وہ اس کے خلاف قرار دے۔ فقط

سید وصی اختر حسینی
منجانب صدر ناظم و مہتمم رسد

اعلان

محکمہ صدر ناظم و مہتمم سرکار عالی صیغہ رسد

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۱۲ ضمن ۲ دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و منع اندوزی بابتہ ۱۳۵۲ف مجھے حاصل ہیں میں ذریعہ ہذا حکم دیتا ہوں کہ سگریٹ کے تمام تیار کنندوں پر لازم ہوگا کہ معاملات فروخت کا تحریری مواد مرتب کریں اور بتاریخ ۸ مہر ۱۳۵۲ف مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۲ء) جو ذخائر ان کے قبضہ میں ہوں ان کی اطلاع دفتر صدر نظامت و مہتمم رسد کو بلحاظ پابندی ہدایات مندرجہ ذیل داخل کریں۔

۱۔ تمام معاملات فروخت کا تحریری مواد ۵ اردی بہشت ۱۳۵۲ف (مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۴۲ء) سے مرتب کیا جائے گا

تھوک فروشی اور چلر فروشی کا مواد علحدہ علحدہ کیا جائے گا اس مواد میں دیگر امور کے علاوہ حسب ذیل امور کی صراحت کی جائے گی۔

(الف) تاریخ معاملت۔
(ب) شئے کی تشریح
(ج) نام فروخت کنندہ
(د) قیمت جس پر شئے فروخت کی گئی۔ اور
(ھ) آیا حوالگی عمل میں آئی یا نہیں۔

۲۔ داخل شدنی اطلاع میں علحدہ اس کی بھی صراحت کی جائے گی کہ تیاری کے اخراجات کیا ہیں۔ اور کس طرح ان کا حساب لگایا گیا ہے۔ بکری پر منافع کس قدر لیا جاتا ہے۔ اور آیا تیار کنندہ کے لئے یہ ممکن ہے کہ سگریٹ کے ہر ڈبہ پر تیاری کے اخراجات درج کرے تاکہ عدالت کو یہ معلوم ہوسکے کہ دستور العمل کی دفعہ ۹ کے تحت انتہائی قیمت کیا ہوگی۔

۳۔ اطلاع میں اس کی بھی صراحت کی جائے کہ تیار کنندہ جن اقسام کے سگریٹ بازار میں لاتا ہے ان کا تجارتی نشان کیا ہے۔ فقط

سید وصی اختر حسینی
منجانب صدر ناظم و مہتمم رسد

اعلان

محکمہ صدر ناظم و مہتمم سرکار عالی صیغہ رسد

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۱۲ دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و منع اندوزی بابتہ ۱۳۵۲ف مجھے حاصل ہیں میں ان تمام درآمد کنندوں کو جو اشیاء مندرجہ ضمیمہ حکم ہذا کی ممالک محروسہ سرکار عالی میں درآمد کرتے ہیں ذریعہ ہذا حکم دیتا ہوں کہ بہ پابندی ہدایات مندرجہ ذیل دفتر صدر نظامت و مہتمم رسد میں مواد داخل کریں۔

۱۔ درآمد کرنے والے کا نام
۲۔ اشیاء درآمد شدہ کا نام
۳۔ نشان اجازت نامہ درآمد بصراحت تاریخ جس کی بنا پر کسی شئے کی درآمد کی جارہی ہو۔
۴۔ اشیاء کی مقدار جو ۲۰ مہر ۱۳۵۲ف (مطابق یکم جنوری ۱۹۴۲ء) تا یوم داخل مواد تک وصول ہوئی۔
۵۔ اشیاء کی مقدار جس کی آئندہ چھ ماہ کے عرصہ میں وصول ہونے کی توقع ہے۔
۶۔ تھوک فروشوں اور چلر فروشوں کے نام جن کو درآمد شدہ اشیاء تاریخ ادخال مواد تک فروخت کی گئیں اور قیمت جس پر وہ فروخت کی گئیں۔
۷۔ آیا ماہ مہر ۱۳۵۲ف (مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۴۲ء) کے بعد سے جس قدر بکری ہوئی ہے وہ پابندی احکام دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و منع اندوزی ہوئی ہے۔
۸۔ قیمت درآمد بشمول قیمت خرید بیمہ کرایہ حمل و نقل محصول کروڑگیری۔

۹۔ منافع جو اس شئے یا اس قسم کی شئے پر جنگ سے پیشتر ماقبل ۱۹۳۹ء میں معمولاً لیا جاتا تھا

۱۰۔ منافع جو اب اعلان کیا گیا ہو یا عائد کرنے کا استحقاق بتلایا جائے۔ ساڑھے سات فیصد سے زائد منافع کا استحقاق بتلانے کی صورت میں زائد کی وجوہ ظاہر کئے جائیں۔

۲۔ درآمد کرنے والوں کو ذریعہ ہذا مزید حکم دیا جاتا ہے کہ ہر ماہ دفتر صدر نظامت و مہتمم رسد میں درآمد شدہ اشیاء مشمولہ ضمیمہ حکم ہذا کے معاملات تھوک فروشی کا مواد بشکل گوشوارہ داخل کریں جس میں اس شخص کا نام جس کو شئے فروخت کی گئی ہو بصراحت قیمت فروخت و تاریخ حوالگی بتلایا جائے گا۔

۳۔ درآمد کرنے والوں کو ذریعہ ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ درآمد شدہ اشیاء کے تمام معاملات خرید و فروخت کا مواد مرتب رکھیں۔

ضمیمہ

۱۔ بائسکل اور سیکل کے پرزے۔ ۲۔ فوٹو گرافی۔ ۳۔ تمام اقسام کا ادنی کپڑا اور لباس۔ ۴۔ تمام اقسام کا ریشمی کپڑا اور لباس بشمول مصنوعی ریشم۔ ۵۔ ظروف چینی۔ ۶۔ چھری۔ چاقو۔ ۷۔ سنت کی پتیاں۔ ۸۔ اشیاء خوردنی جو ڈبوں میں محفوظ کی جائیں۔ ۹۔ نالگ کا سامان۔ ۱۰۔ آلات جراحی۔ ۱۱۔ جوتے ہر قسم کے۔ ۱۲۔ تھرماس۔ ۱۳۔ بچوں کی غذا۔ مثلاً بسکٹیں۔ ۱۴۔ ٹوپیاں اور بنیان۔ ۱۵۔ عینک کے فریم۔ ۱۶۔ سامان نوشت و خواند۔ ۱۷۔ کیمیائی اشیاء جن کے متعلق کوئی خاص حکم نگرانی نافذ نہ ہوں۔ ۱۸۔ بوٹ پالش۔ ۱۹۔ سگریٹ۔ ۲۰۔ موٹر کے فاضل پرزے جو ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ کے زیر نگرانی نہ ہوں۔

سید وصی اختر حسینی
منجانب صدر ناظم و مہتمم رسد

اعلان

محکمہ صدر ناظم و مہتمم سرکار عالی صیغہ رسد

دفعہ ۵ دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و منع اندوزی بابتہ ۱۳۵۲ف میں محکوم ہے کہ کوئی شخص اپنے قبضہ میں بوقت واحد کوئی ایسی شئے جس سے دفعہ مذکور متعلق ہے اس مقدار سے زائد مقدار میں رکھنے کا مجاز نہ ہوگا جو خود اس کی اور اس کے خاندان کی واجبی ضروریات کے لئے تین ماہ کی مدت کے لئے یا ایسی زائد مدت کے لئے ضروری ہو جو اس کے خاص حالات کے لحاظ سے خاص وجوہ کے تحت واجبی مدت تصور کی جائے۔ لہذا بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت ضمن (۳) دفعہ مذکور مجھے حاصل ہیں میں ذریعہ ہذا حکم دیتا ہوں کہ دفعہ مذکور میں اشیاء کی مقدار کو بوقت واحد کسی شخص کے قبضہ میں رکھنے کے متعلق جو تحدید عائد کی گئی ہے وہ اشیاء مندرجہ ذیل سے متعلق ہوگی۔

۱۔ سگریٹ۔ ۲۔ اشیائے خوردنی (باستثنا اجناس خوردنی) بشمول ان اشیاء کے جو ڈبوں یا شیشوں میں محفوظ ہوں اور بچوں کی غذائیں۔ ۳۔ پکوان

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰)